CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عرضِ حال

موجودہ بے چینی کے ماحول میں جبکہ ہمارے دل فقطِ ایشور کے دربار کی طرف جاتے ہیں۔ میں نے اپنی ایک ناچیز کتاب ملک کے سامنے پیش کرنیکی جرأت کی ہے۔ کتاب فقط اسی لئے ناچیز تصوّر ہوسکتی ہے۔ کہ اسے ملک کے ایک ناچیز نے پیش کیا ہے۔ جسکی رگ رگ میں جنّت نظیر کشمیر کے ایک ایک ذرّہ کا پریم ہے۔ لیکن موضوع کے لحاظ سے یہ کتاب نہایت اہم اور دلچسپ ہے۔ اگر اسمیں دلچسپی اور اہمیت دکھائی نہیں دیگی۔ تو یہ میرا قصور ہے۔ ورنہ اس کتاب میں وطن کے اُس مایۂ ناز فرزند کی داستانِ حیات درج ہوئی ہے جسکی کاوشوں نے ملک کے دو بڑے فرقوں کے درمیان چار سو سال سے زاید عرصہ تک رشتۂ اتحاد قایم کیا ہے۔

(تیرتھ کاشمیری)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھینٹ

اُن کے نام

جو

قومی شمع کے پروانے بن کر

خاموشی میں چل بسے۔

اور جن کے نام سے دنیا

ابھی تک روشناس نہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیوتا کی پوجا

"دیش کے دیوتا!
آ تیری پوجا کروں۔
نہلاؤں تجھے۔ سندر آنکھوں کے آنسوؤں سے
چڑھاؤں پشپ۔ تیرے سیس پر اپنی امیدوں کے۔
تیرے مستک پر لگا دوں تلک۔
قومی شہیدوں کے پوتر خون کا۔
آ! تیری پوجا کروں۔
دیش کے دیوتا!

دیہاتی

Kashmir Research Institute
Brain Colony Srinagar-190122

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ناقوسِ عمل

نوجوانوں میں وُہ اگلی سی محبّت ہے کہاں
جو بزرگوں نے کمائی تھی وہ دولت ہے کہاں

میں عالمگیر اخوّت کا حامی ہوں۔ اَور راحتِ ابدی کی تلاش انسانی زندگی کا منتہاے مقصود تصوّر کرتا ہوں۔ اِنسان بظاہر ناقص کمزور اَور محدود حالت میں ہے۔ لیکن جب حیوانیت اَور نفسانیت کا حجاب اُٹھ جاتا ہے تو اِس کے اندر کل حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے۔ جسطرح درخت سے پیدا ہونے والے پھل کے ہر ایک بیج میں درخت موجود ہوتا ہے۔ دنیا کے تمام مذاہب عالمگیر برادری کی تلقین کرتے ہیں۔ دنیا والوں کی نظروں میں مذہبی تفریق ہو۔ تو ہو۔ لیکن آفتابِ معرفت کا جلوہ آئینۂ دل میں روشن ہوتے ہیں۔ سب تفرقہ مٹ جاتا ہے۔ کشمیر کے لوگ زمانۂ سلف سے روحانیت کے پرستار تھے۔ تاریخ ان کی معاملہ فہمی۔ علمی لیاقت۔ سیاسی اوج اَور دماغی قابلیت کی اب تک داد دیتی ہے۔ کشمیر کے مہاراجگان کا پرچم وسطی ایشیا سے لیکر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لنکا تک لہرایا۔ للتا دتیہ کا نام اتہاس کے اوراق میں سنہری حروف میں درج ہے۔ سلطان بڈشاہ بھی اسی آسمان کے روشن ستارے تھے۔ آپنے حق پرستی اور رواداری کا ثبوت دیکر شری بٹ کے ایثار کی قدر کی۔ شری بٹ برہمن تھا۔ برہمن وہ ہے۔ جسکو کسی سے دشمنی نہیں۔ رحمدل۔ حلیم اور بے پندار ہے تکلیف اور راحت کو مساوی سمجھتا ہے۔ تحمّل اور صبر رکھتا ہے اور شغل کرتا ہوا حواس پر قادر اور یقین کا پکا ہے۔ کشمیر میں اسوقت شری بٹ اور بڈشاہ جیسے مہاپرشوں کی ضرورت ہے۔ جن کی کوششوں سے وطن کی شان دوبالا ہوگئی ہے۔ ایسے اشخاص جو دماغی اور نیک اطوار کے حامل ہوتے ہیں۔ خدمت خلق کو اپنی زندگی کا شعار بنا کر وہ خدا کی بادشاہت اور دنیا کی ثروت کے دعویدار ہوتے ہیں ؎

مر کے بھی روح میری دل کیطرح شاد رہے
میں رہوں یا نہ رہوں یہ چمن آباد رہے، چکبست،

نیرنگ کاشمیری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

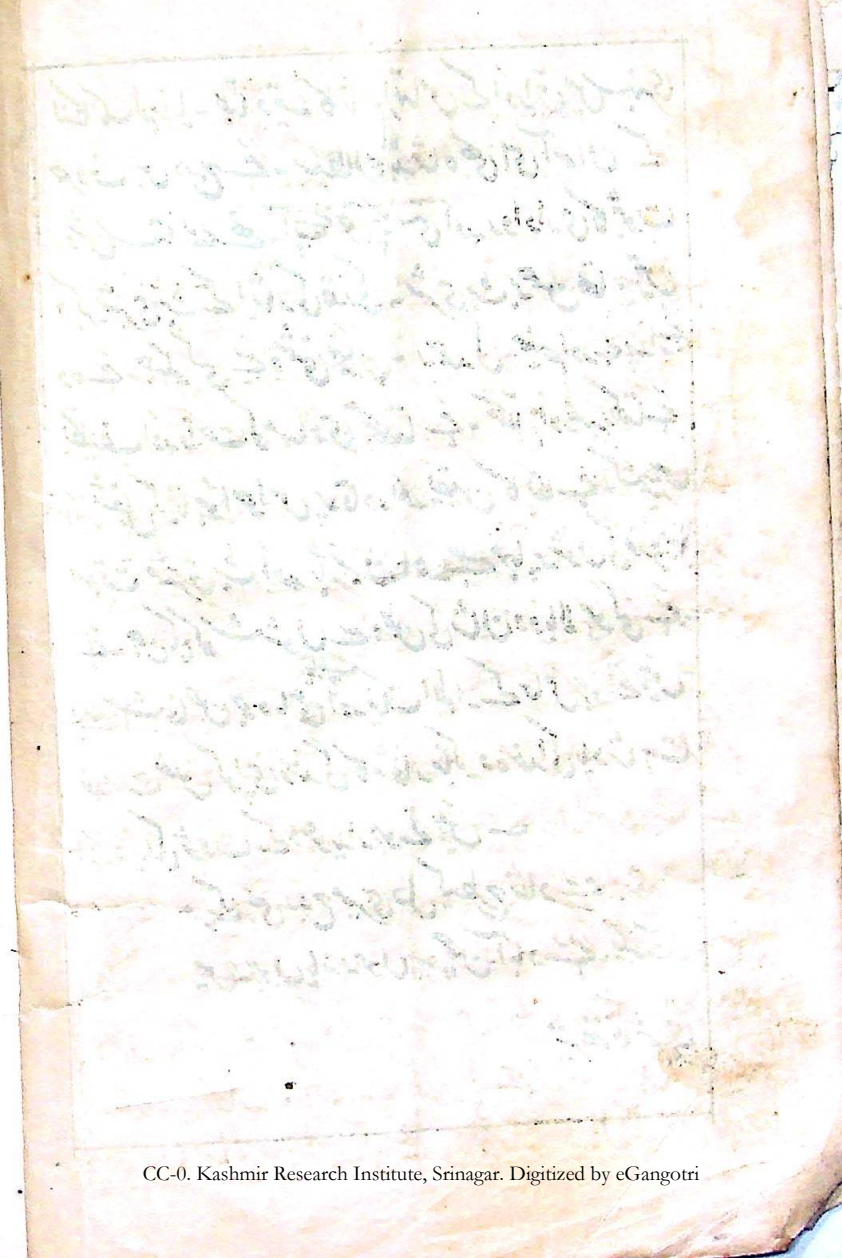

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تمہید

ملک کشمیر ایک خوفناک انقلاب میں سے گذر رہا تھا۔ ہر طرف ظلم و ستم کی کالی گھٹائیں چھا گئی تھیں۔ بیکسوں غریبوں اور کمزوروں کا عرصۂ حیات تنگ تھا۔ سلاطین کی بڑھتی ہوئی طاقت اور رعایا کے ساتھ اُن کے ناروا سلوک سے وادیٔ کشمیر میں ایک زبردست ہیجان کی لہر دوڑ گئی تھی۔ قومی کشتی گرداب فنا میں ڈگمگا رہی تھی۔ لوگوں کی عزت غیر محفوظ تھی۔ رشیوں کی پراچین تہذیب کو مٹانے کا تہیہ کیا گیا تھا۔ اس لئے اسوقت ایک ایسے انسان کی ضرورت تھی۔ جو ملک و قوم کو اس جبر و استبداد سے بچا سکتا۔ چنانچہ قادر مطلق نے اسی مقصد کو مدِ نظر رکھکر ایک ایسے ویر مہاتما کو پیدا کیا۔ جسے تاریخ کشمیر میں شری بٹ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ شری بٹ نے اپنی شجاعت۔ دلیری۔ صداقت اور ایثار سے نہ صرف کشمیری ہندوؤں کو ہی موت کے دائمی پنجے سے نجات دلائی۔ بلکہ مسلمانوں کو بھی اپنی بے غرض خدمات سے غلام بے دام بنا لیا یہ ایک بے نقاب صداقت ہے۔ کہ اگر پندرھویں صدی میں شری بٹ نے جنم نہ لیا ہوتا تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ آج پانچ سو سال کے بعد ہماری

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وشا کیا ہوتی - یہ عین ممکن ہے - کہ اِس طویل عرصے میں ہماری نسل معدوم ہو گئی ہوتی - یا ہمارا نشان کشمیر کے چند ویران کھنڈرات میں موجود ہوتا - یا ہماری ہستی کا نشان تاریخ کے چند اوراق پارینہ سے ملتا

اُسوقت وشا کیا تھی؟ یا مظالم کیا تھے؟ اس موقعہ پر اُنکی تفاصیل میں پڑنا ہمارے لئے مشکل ہے - لیکن تاریخ کشمیر کے جاننے والوں کو اِس بات سے پوری واقفیت ہے - کہ اُسوقت کے حکمرانوں اور برسر اقتدار لوگوں کا رویہ عوام کے حسب منشا نہ تھا - آبادی کے کثیر حصے پر مذہب کیخاطر سینکڑوں مظالم روا رکھے جاتے تھے - مظلوموں اور کمزوروں کی حفاظت کا سوال نظر انداز کیا جاتا تھا - غریبوں سے جزیہ کے نام پر روپیہ وصول کیا جاتا تھا - مذہبی امتیاز پیدا کر کے لوگوں کو سرکاری عہدوں پر تعینات کیا جاتا تھا - اور جو اشخاص نظام سلطنت کو چلانے کے ذمہ دار تھے - وہ شاطر - نا قابل اور نفس پرست تھے - ملک میں قابلیت کا معیار بالکل نظر انداز کیا گیا تھا - ملکی صنعتیں رو بہ تنزل تھیں - اقتصادی حالت ناگفتہ بہ تھی - اقتدار پسند حکام عام شہریوں کی شکایات رفع کرنیکی بجائے قسم قسم کی مشکلات میں مبتلا کراتے تھے - زندگیاں ارزاں تھیں - عصمت کی قیمت کچھ بھی نہ رہ سکی تھی -

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ظلم وستم کی کہانیاں سُن سنکر شری بٹ کا لڑکپن گذر گیا۔
کشمیر نے اِس سے پہلے بڑے بڑے عالموں اور فاضلوں کو پیدا کیا تھا
جن کی روحانی فضیلت اور علمی قابلیت سے ساری دنیا فیضیاب ہوئی
لیکن اس فردوس بریں وادی کی تاریخ کے اوراق نے اپنے اندر ایک اور
مہاپُرش کو جگہ دی جسکی ہم شری بٹ کے نام پر پرستش کر سکتے ہیں
اگرچہ اس مہاپُرش کے حالاتِ زندگی پر آجتک کسی نے روشنی نہ ڈالی
پھر بھی ہر ایک کشمیری ہندو کو یاد رہنا چاہیئے۔ کہ ہماری تمام وایات
اور ہماری قومی زندگی کا رازانہ اسی مہاتما کی بچائی۔ قربانی اور ایثار میں
پوشیدہ ہے۔ اِس لئے اگر ہم اب بھی شری بٹ جیسے محسن کی یاد کو
تازہ نہ کریں۔ تو دنیا کے سامنے ہم پر محسن کشی کا الزام عاید ہوگا۔

مہاتماؤں اور دیروں کی پرستش کرنا ایک ایسا جذبہ ہے۔
جو انسانی فطرت کا جزو اعظم ہے۔ ہماری روحانی۔ مجلسی اور سیاسی
خواہشات کو اس تمام قوت کی ضرورت ہے۔ جو ہمارے دل میں ایک ہموطن
یا ہم قوم مہاتما کی پرستش سے پیدا ہوتی ہے۔ شری بٹ نے حسن ایثار
کے نفسی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمیں امید واثق ہے۔ کہ ہم اور ہماری آنیوالی
نسلیں ایک موزوں نصب العین کی حیثیت سے اسکو اپنے پیش نظر رکھینگی
ملک و قوم کا فرض اولین ہے کہ وہ آج اس ہستی کی بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شری بٹ کے نام پہ کوئی تیوہار جاری کریں۔ اس سے خاص فایدہ ہوگا
اوّل اس سے نوجوان ایثار اور قومی خدمت کا سبق سیکھینگے۔ دویم ملک میں
اُس کے کام اور نام کا اعادہ کرنے سے ہندو مسلم تعلقات خوشگوار ہونگے
چنانچہ شری بٹ کی قربانی اور حب الوطنی کی بدولت سالہائے سال کی سختی
اور جبر کے بعد وہ امن و امان کا دور آیا تھا۔ کہ اُسوقت کے حکمران سُلطان
زین العابدین کو لوگ بڈہ شاہ اور بڑہ شاہ کے نام سے پکارنے لگے تھے۔
اور سلطان کی ہر دلعزیزی اسقدر عام ہوئی۔ کہ آجتک بھی کیا ہندو اور کیا
مسلمان اس برگزیدہ ہستی کو قدر سے یاد کرتے ہیں۔ بقول حالی ؎

فرشتے سے بہتر ہے انسان بننا مگر اسمیں لگتی ہے محنت زیادہ

شری بٹ صداقت اور اہنسا کا علمبردار تھا۔ اُس نے اپنی روحانی
قوت اور ملکی خدمات سے ہر دو اقوام کو یک جان دو قالب کیطرح رہنے کی
ترغیب دی۔ یہ اُس مہاتما کے تیاگ اور متینہ کا ہی پھل تھا۔ کہ اُس کے غالب
عنصری چھوڑنے کے بعد بھی کشمیری بحیثیت ایک قوم کے پانچسو برس تک
صلح و آشتی سے رہے۔ ہر چند وقتاً فوقتاً بیرونی آب و ہوا کی تاثیر اُن کے
دماغوں کو برافروختہ کرتی رہی۔ لیکن ہمیشہ اپنے نفع و نقصان کو مدنظر
رکھکر کبھی آپے سے باہر نہ ہوئے تھے۔ اگرچہ وقت آنے پر حالات بدل گئے۔
اور لوگوں کے اپنے اعلےٰ مقصد سے گرنے کیوجہ سے یہاں پار پر کرجو اسی کی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لعنت بھی آپہونچی - لیکن مسئلہ ارتقا کے جاننے والے یہ بخوبی جان سکتے ہیں کہ یہ لہر بھی گذر جائیگی - اور پھر شری بٹاور بڈہ شاہ اعظم کا اتحاد ہوگا - شیخ برہمن سے بغلگیر ہوگا - شیر و شکر کی ندیاں بہینگی - ملک کشمیر حقیقی معنوں میں جنت بے نظیر ہوگا - اور کشمیریوں کا نام دنیا میں پھر روشن ہوگا - اور بانہال سے لیکر سرحد کی پہاڑیوں تک ایک آواز گونج اٹھیگی ؎

من تو شدم تو من شدی من جان شدم تو تن شدی
تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری -

پیدائش

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے - چمن میں دیدہ ور پیدا

چیت اماوسی کا پوتر اور مبارک دن تھا - اس دن کو زمانہ سلف سے ایک پوتر تیوہار کیطرح وچار ناگ کے متبرک چشمہ پر بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا تھا - ہندو راج کے دوران میں یہاں ہر قسم کی سہولیت کا سامان میسر ہوتا تھا - ہزاروں لوگ یہاں آکر اپنی روحانی پیاس بجھاتے تھے - سلطان شہاب الدین کی حکمرانی میں اور اسوقت کی پالیسی کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مطابق تیرتھ یاترا ممنوع تھی۔ بہار کے دن تھے شگوفہ بادام و یاسمن کی پھلواڑیوں کا لطف اٹھانے کا وقت تھا۔ لیکن ملکی حالات میں اتنی حسرتناک تبدیلی آگئی تھی۔ کہ لوگ یا تو اپنی جانِ عزیز بچانے کی خاطر ترمانروا کا مذہب قبول کر رہے تھے۔ یا بیچارے اپنے ایمان کی خاطر موت کا خندہ پیشانی سے سواگت کر رہے تھے۔ بقول شاعر ؎

بگڑی وشا وطن کی تھی سر بسر ہمارے
برباد ہو رہے تھے دکھوں سے گھر ہمارے

اسی چیت اماوسی ۱۷۵۷ بکرمی میں پہاڑ کی گودی سے آفتاب کی پیدائش کے ساتھ ہی وچارناگ کے ایک متمول گھرانے میں ایک آفتاب ننھے سے بچے کے روپ میں طلوع ہوا۔ اپنے خاندان کا اکلوتا لختِ جگر۔ ماں کی آنکھوں کا نور۔ باپ کے دل کا قرار۔ گھر میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ دعوتیں ہوتیں۔ رشتہ دار اور احباب تحفے تحایف پیش کرتے مگر یہاں تو رنگ دیگر والا معاملہ تھا۔ ماں نے ننھی سی جان کو سینے میں چھپا لیا دل میں خوف اور ناامیدی کی ٹیس سی اٹھنے لگی۔ بچے نے رویا۔ ماں نے منہ پہ ہاتھ رکھا۔ سوامی آیا۔ چپکے سے بیٹے کے درشن کئے۔ ماں کی باری ماں نے بے چین ہو کر کہا۔ "سوامن!" سوامی نے دھیرے سے کہا۔ "پاروتی" پاروتی بولی۔ "یہ چیت اماوسی کا پوترتیوہار ہے۔ جب یہ مہرشی کشیپ نے سنا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آباد کیا ـــــ "سوامی سنتا رہا۔ پاروتی کہتی گئی۔ لیکن اب ـــ
اب تو کایا ہی پلٹ گئی ہے۔ نہ مندر میں پوجا ہوتی ہے۔ نہ تیرتھ یاترا
ہوتی ہے۔ تین کیجئے۔ ستیہ نارائن کی کتھا ہو۔ برہمنوں کو کچھ دان ملے
میں سوچ نہیں سکتی کچھ۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا ہے۔
حالات خطرناک ہیں۔ جو دیش جود و کرم کا مخزن ہے۔ آج حیران پریشان
آنسو بہا رہا ہے۔ کسے معلوم ہے؟ کل کیا ہوگا؟ لیکن پھر بھی میرے لئے
میری محبت کے لئے ـــ میرے بچے کے لئے یاد رکھ لیجئے۔ اگر میں چل بسی
اگر کوئی ہنگامہ برپا ہوا۔ تو اس ننھے کی حفاظت کیجئے۔ اسے اچھی طرح پرورش
کیجئے۔ آپ خود جانتے ہیں۔ یہ باپ کا دھرم ہے۔ یہ باپ کا کرتو یہ ہے۔
کہ اپنے بیٹے کو اس یوگیہ بنا دے۔ کہ وہ قوم و وطن کی سیوا کر سکے۔
آتما اور پرماتما کی سیوا کیلئے تیار ہو۔ انسانیت کا حقیقی سیوک بن جائے۔"
گوبند بٹ خیالات کی عمیق گہرائیوں میں ڈوب گیا تھا۔ اس نے بھرائی ہوئی
آواز میں کہا۔ "تم ستیہ کہتی ہو۔ پاروتی! ہماری جاتی کی نیا گرداب میں
پھنس گئی ہے۔ وطن کے آکاش پر مصیبت کی کالی گھٹائیں چھا گئی ہیں۔
دیش کے کونے کونے میں اپنائے اور ظلم کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ اس وقت ایک
ویر کی ضرورت ہے۔ جو دیش کو خاکستر ہونے سے بچائے۔ جو جاتی کی نیا کو
گرداب سے نکالے۔ جو تیاگ اور ویرتا سے دیش کی رکھشا کر سکے۔"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاروتی نے ایک لمبی سانس لیکر کہا۔ "میں گھبراتی نہیں ہوں سوامی! لیکن سوچتی ہوں۔ اس ننھی سی جان کی رکھشا کیسے ہو سکیگی؟" گوبند بٹ نے پُرامید لہجے میں پاروتی کی ڈھارس بندھائی۔ "بھگوان کا قانون اٹل ہے پاروتی! سورج پھونکوں سے نہ بجھا ہے نہ بجھیگا؟ ننھے کی جنم کنڈلی کو دیکھ کر میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ دیش کی رکھشا کیلئے تیرے بطن سے پیدا ہوا ہوا تھا چار دانگ عالم میں اپنے نام کا ڈنکا بجا دیگا۔"

مہر مادری مشہور ہے۔ پاروتی اپنے پتی کے اُن پرامید الفاظ سُن کر بچے کی طرف پریم بھری نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ اُسکی پیشانی جو کہ کمل کے پھول کیطرح کھلی ہوئی تھی کو چوم کر اپنی چھاتی سے لگایا۔ گوبند بٹ مسکرانے لگا۔ چہرے کی رنگت سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کا دل باغ باغ ہے۔ لڑکے کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیر کر اپنی اشٹ دیوی لکشمی سے پرارتھنا کی اور لڑکے کی عمر درازی کی دعا مانگنے لگا۔

پیدائش کے گیارھویں دن اس نوزائیدہ لڑکے کا جات کرم سنسکار سرانجام لایا گیا۔ سنسکاروں کو پوتر طریقہ سے سرانجام لانا۔ چونکہ شاستروں نے لازم و ملزوم قرار دیا ہے۔ اس لئے زمانہ سلف سے پنڈتان کشمیر میں سنسکاروں کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ لکھا ہے۔ کہ "انسان پیدا ہوتے وقت نیچ ہوتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سنکاروں سے او تم ۔ ویدا بھیاس سے ویراٹ ورپ گیان سے برہمن بنتا ہے
جات اور نام کرم سنکار کا نیتھر کہلاتا ہے۔" منوسمرتی میں درج ہے۔ کہ "بھاریہ کے
گربھ میں پتی ویریہ روپ سے پرویش کرتا ہے۔ اس لئے بھاریہ جایا کہلاتی ہے
کیونکہ اس سے پتی پھر اُتپن ہوتا ہے۔ اس لئے ماتا کے سمان ہونے سے پتی اپنی
بھاریہ کو بھاریہ روپ سے برتاؤ کر نہیں سکتا ہے۔ جبتک سنکاروں کے ذریعے
بچے کا مستک سونگھنے سے اس دوش کی نورتی نہ ہو۔"

گوبند بٹ نے اپنے نورِ بصر کا نام اشٹ بھوی لکشمی کے نام پر "شری بٹ"
قرار دیا۔ کیونکہ سنسکرت میں شری لکشمی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ مہاراجہ پروسین نے
بھی سرینگر کا نام "شری نگر" اسی ایما پر رکھا تھا۔

گوبند بٹ سنسکرت کا زبردست آچاریہ تھا۔ اور فضیلت علمی کے لحاظ سے
ودیا ساگر کہلایا جا سکتا ہے۔ شیو فلاسفی اور دیگر علوم تصوف کی کتابوں پر
اُسے کافی مہارت حاصل تھی۔ یوگ کے شغل اور پرانایام کے مختلف طریقوں سے
وہ واقف تھا۔ علمِ طب کا وہ زبردست ماہر تھا۔ خداوندانِ ملک کا مذہب
مختلف ہونے کے باوجود اور دفتری زبان فارسی ہوتے ہوئے بھی وہ طبابت
کی بیش بہا برکت کی وجہ سے شہزادوں کی طرح رہتا تھا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بچپن

"چاند کیا شے ہے تیرا دھندلا سا اک نقشِ قدم
چاندنی کیا ہے تیری گردِ خرامِ ناز ہے"

شری بٹ کی شاہانہ طرز پر پرورش کا حال لکھنا قلم کی طاقت سے باہر ہے وہ والدین کا اکلوتا لختِ جگر تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ شریمتی پاروتی برسوں سے بے اولاد تھی۔ اس وجہ سے وہ مامتا کی ماری بچے پر ہزار جان سے فدا تھی۔ اسکی دلداری و ناز برداری کے سامان بہم پہونچانے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھتی تھی۔ شریمتی پاروتی کے دل میں مذہبی جوش کافی سے زیادہ موجود تھا۔ اسکو ہندو دھرم کی گراوٹ اور ظالموں کے مظالم کی یاد تڑپا دیتی تھی۔ کبھی کبھی وہ تنہائی میں جا کر زار زار روتی تھی۔ اور کبھی کشمیر کی قدیمی شان و شوکت کی کہانیاں دُھرا کر بیقرار ہو جاتی تھی۔ سلاطین کا تشدد انگیز رویہ اُس کے دل پر ایک بھاری بوجھ بنکر آبیٹھا تھا۔ وہ چاہتی تھی۔ ایک سورج طلوع ہو جسکے انصاف اور صداقت کی کرنیں ان ظالموں کے مظالم کے بادلوں کو چھن بھن کر دیں۔ شاردا پیٹھ کا سرنگون جھنڈا پھر سے بلند ہو لیکن حالات کافی سے زیادہ خراب ہو چکے تھے۔ اس لئے ہندو عظمت کا خیال ہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاروتی کی رگِ جان پر نشتر کا کام کرتا تھا۔ کشمیر جگت ماتا شاردا کے نام پر شاردا پیٹھ کہلاتا ہے۔ شاردا نام ہے۔ ایک دیوی کا جس کا مندر سرنگر سے دو دن کے فاصلے پر بوہلر پہاڑوں کی طرف دریائے کشن گنگا اور ایک چھوٹی سی ندی (جو کہ سلسلہ کوہ سے جنوب کیطرف بہتی ہے) کے سنگم پر واقع ہے راستہ پہاڑوں میں سے گذرتا ہوا سخت دشوار گذار ہے۔ اس جگہ ایک لکڑی کی مورتی کے متعلق روایت ہے۔ کہ پرانے رشیوں نے اس مورتی کی پوجا کی تھی اور وہ قابل فلاسفر اور مصنف بن گئے تھے۔ چنانچہ ابوالفضل کی آئین اکبری میں بھی اس مورتی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا گیا ہے۔ کہ یہ خود بخود اشٹمی کو ہلنے لگتی تھی +

اسی دیوی کے نام پر کشمیر میں ایک شاندار شاردا یونیورسٹی تھی۔ حروف شاردا میں لکھے جاتے تھے۔ اس بھاشا میں بے نظیر اور کثیر التعداد کتابیں لکھی گئیں۔ جو آخر کار پٹھانوں کے عہد میں مٹی کے بدلے بند بنانے میں لگائی گئی تھیں۔ پنجاب کی گورمکھی بھاشا بھی شاردا کی ایک شاخ ہے +

گوبند بٹ نے شری بٹ کے دل میں ابتدا سے ہی ماتری بھومی اور ماتری بھاشا کا بے حد پریم کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ اور لڑکپن سے ہی اسکو ایک قابل آدمی بنانیکے لئے ہمہ تن کوشاں رہا تھا +

شریمتی پاروتی چونکہ بندہی طبیعت کی عورت تھی۔ اس لئے جس طرح مال

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اوستھا سے ہی چھترپتی سیوا جی مہاراج کے دل میں ماتا جیجا بھائی نے دھرم اور قومی سیوا کا جذبہ بخوبی پیدا کیا تھا۔ اسیطرح پاروتی جی نے بھی اپنے اس نورِ نظر کو اکثر رشیوں کی زندگی کے حالات اور مہاتماؤں کے واقعہ سنا کر دھرم سے ازحد محبت پیدا کی تھی۔ چنانچہ پاروتی جی نے وہ روحانی گیت جو شری اھنبو گپت آچاریہ نے بارہ سو شاگردوں کے ہمراہ دامودر گپھا میں داخل ہوتے ہوئے گایا تھا۔ ازبر کرالیا۔ اسکے علاوہ حفظانِ صحت کے چھوٹے موٹے اصولوں سے بھی جن سے وہ خود واقف تھی۔ شری بٹ کو آگاہ کیا۔ روزانہ اشنان اور ریاضت کی عادتیں اسکو بچپن سے ہی سکھائیں۔ اور اکثر باغ میں سیر کراتے وقت ماتری بھومی کا ویدک گیت گا کر بچے کو محفوظ کر لیتی تھی دیش بھگتی کے اعلےٰ جذبات سے اُس پاکباز اور نیک خصلت عورت نے گھر میں پاکیزگی اور آتم تیاگ کا سماں پیدا کر رکھا تھا۔ سچ ہے۔ جس گھر کی عورتیں نیک اور سلیقہ شعار ہیں۔ وہاں سورگ کا منظر پیش ہوتا ہے۔ عورت گھر کی ملکہ ہے۔ راکھش بھی ایک پاکباز اور نیک خصال عورت کے طفیل دیوتا بن سکتے ہیں۔ عورت ایک دل رکھتی ہے۔ جس میں پیار محبت اور رحم ہوتا ہے۔ نیک عورت کی انگلیوں میں جادو کا اثر ہوتا ہے۔ وہ سکتی ہے۔ مادرِ مہربان بنکر دنیا کو پالتی ہے۔ بیقراروں کی قرار۔ بیماروں کی تیماردار ہے یہی اور پاک طینت عورت کی آنکھوں میں قدرتی گلاب کے پھول کی سی شادابی ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خدا کی دین عورت نے بچائی - بھولے بھٹکوں کو راہ راست دکھائی - اور کسی وقت ایسی صورت بنائی - کہ قیامت بپا ہوئی +

پاروتی اس روز سے کہ عہد طفلی میں بچے کا چلن پکا بننا چاہیئے - بخوبی واقف تھی - کیونکہ عمر رسیدہ ہو کر سیکھی ہوئی بات کو بھلانا مشکل ہے - اس لئے اس نے شری ہٹ کے دل میں دیش بھگتی اور دھرم سیوا کا جذبہ بچپن سے ہی پیدا کیا - یہی وجہ ہے - کہ پرانے رشی اپنے بچوں کو گورو کل میں بھیج دیتے تھے - تاکہ وہ بڑے ہو کر آدمیت کا ثبوت دے سکیں - گورو کل کا زمانہ پیدائش سے آٹھویں برس کے بعد شروع ہوتا ہے - جبکہ بالک گائتری منتر کے مفہوم کو سمجھ سکتا تھا اور گورو کے اپدیش کو گرہن کر سکتا تھا - یم اور نیم کے باریک اصولوں کی تلقین بھی بالک کو اسی وقت کیجاتی تھی - اسکو برہمچریہ کے اصولوں سے واقف کیا جاتا تھا - کیونکہ شاستروں کا حکم ہے - کہ انسان عمر کے چوتھائی حصہ میں یعنی پچیس سال تک گورو کے پاس رہ کر برہمچریہ کا پالن کرے - کیونکہ برہمچاری زمین اور سورگ کو قابل رہائش بناتا ہے +

برہمچریہ سے انسان میں روحانی قوت اور قومی سیوا کا جوش پیدا ہوتا ہے روحانی قوت سے گناہ کی تاریکی دور ہوتی ہے - برہمچاری زمین سے لے کر آسمان تک اپنی روحانی قوت کے ذریعے تمام چیزوں کو اپنے مزاج کے موافق بناتا ہے - اور ساری دنیا کے اندر اپنی سچائی اور پاکبازی کا سکہ رواں کرتا ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection. Digitized by eGangotri

اور قالب عنصری میں موجود نہ رہکر بھی وہ اپنی روحانی قوت سے ہزاروں تشنہ لبوں کی پیاس بجھاتا ہے +

شری بٹ کو بھی برہمچریہ کے سانچے میں ڈھالا گیا۔ اس کے علاوہ گوبند بٹ نے اپنے لڑکے کو تاریخ کشمیر کی سنہری داستان سے بھی آگاہ کیا۔ کشمیر کے عام سیاسی۔ معاشرتی۔ اور مجالسی واقعات کی پوری واقفیت بہم پہونچائی۔ شری بٹ آٹھ سال کا ہوا۔ اور اسکو گایتری سنسکار کرنا چونکہ ایک اہم کام تھا۔ اس لئے گوبند بٹ کے ارادوں کی پختگی اسی بات سے روشن ہوتی ہے۔ کہ خفیہ نویسوں کی پروانہ کرتے ہوئے باضابطہ ہون وغیرہ کرکے اس فرض کو پورا کیا۔ گوبند بٹ طبیب تھا۔ اس کے ہمسایہ اردگرد کے لوگ کیا ہندو کیا مسلمان اسکے والہ وشیدا تھے۔ اس لئے سلطان کے خبر رسانوں تک سنسکار کی بات پہونچی نہیں۔ گایتری سنسکار سرانجام لاکر شری بٹ نے اپنے پتا کے روبرو دھرم کی پرتگیا کی۔ جس کے نتیجے کے طور پر شری بٹ میں غیر معمولی استقلال۔ روحانی قوت۔ شیر کیطرح بے باکی سچائی اور دیش بھگتی کے سارے اوصاف پیدا ہوئے۔ اگرچہ اسوقت گورو کل قایم نہ تھے۔ مگر گوبند بٹ نے اسکو وہ تمام مخفی علوم سکھائے۔ میمانسا۔ یوگ سانکھیہ ویشیشک درشنوں دیدوں اپنشدوں میں ماہر بنایا۔ کسر نفسی۔ پاک باطنی عفو خیالی۔ اولوالعزمی کی عادتیں اس میں راسخ کیں۔ جو کہ

CC-0. Kashmir Treasures Collection Srinagar. Digitized by eGangotri

تمام صفات حسنہ کی مجسم مورتی تھی + عہد طفلی کا نقشہ لوح دل سے مٹ جانا محال ہے۔ اسی وجہ سے سلطان سکندر کی حکومت کے تمام واقعات اور محشر بپا کن سانحات کو شری بٹ زندگی بھر نہ بھولا ہوگا۔ کیونکہ بت شکنی کے علاوہ سکندر نے جس بے رحمی سے ملک میں تلوار چلائی۔ اور جو غارتگری کی۔ کوئی خدا کا سچا پرستار اسے نظر استحسان سے دیکھ نہیں سکتا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ ان تمام واقعات کی ذمہ داری ملک سہہ بٹ کے سر پر ہے۔ لیکن ایک فرمانروا کا کسی ملعون وزیر کے چکمے میں آنا اور بیکسوں اور معصوموں کو تختہ مشق ستم بنانا کبھی قابل معافی تصور نہیں ہو سکتا۔ ارباب نشاط اور بد وضع انسانوں کے نزدیک روپیہ انسانیت سے زیادہ قیمتی ہوتا ہے۔ ان کا وجود دنیا کیلئے ایک قہر ہے غم غلط کرنے کے بہانہ سے وہ انسان کو تلوار کے گھاٹ اتارتے ہیں۔ اپنی نفسانیت کی آگ کو بجھانیکے لئے عصمت کا بیش بہا پانی استعمال کرتے ہیں۔ اپنی عشرت کے لئے انسانی خون کو پیالوں میں بھر دیتے ہیں۔ یہی شیطان سیرت انسان آفت بنکر دنیا پر نازل ہوتے ہیں۔ اور اتنا خون خرابہ ہوتا ہے۔ کہ الامان الحذر +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ماحول

قضا بھی برق بھی آندھی بھی طوفان بھی پڑے پل کر
قیامت جن سے کانپ اُٹھے ستم ایسے گئے ٹل کر

(مست کاشمیری)

چودھویں صدی عیسوی کو کشمیر سے ہندو راجہ کا خاتمہ کسطرح عمل میں آیا۔ اس جگہ اختصار سے بیان کرنا غیر محل نہ ہوگا۔ کیونکہ اُن واقعات کا اعادہ کرنا جن کے سدباب کیلئے مہاتما شری بٹ کتم عدم سے عالم وجود میں آیا تھا۔ نہایت ضروری ہے۔ علاوہ ازیں ناظرین کے سامنے جبتک وہ تمام باتیں مختصراً نہ رکھی جائیں۔ اتنا ہی مکمل نہ ہوگا۔ اور نہ ہی اُن سانحات کی تصویریں اُن کی آنکھوں کے سامنے آسکینگی۔ لکھا ہے۔ کہ "تبت سے ایک ناہنجار اور خستہ روزگار بدھ مسمی رینچن جسے اپنے ملک سے جلا وطن کیا گیا تھا۔ ۱۳۲۵ء میں کشمیر میں پناہ گزین ہوا۔ اُسوقت کشمیر کا راجہ سہدیو برسر حکومت تھا۔ اس کمبخت کے عہد میں اور دو غیر الدیار بھی وادی میں داخل ہوئے ایک کا نام شاہ میر اور دوسرے کا لنکر چک تھا۔ سہدیو تن آسان اور کاہل الوجود ہونے کیوجہ سے سیاسی تدبر کا دیوالہ نکالے بیٹھا تھا اور ان محسن کش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پردیسیوں کو اپنے دیش میں پناہ دے کر اس کشمیری ضرب المثل کے مصداق
"جن کی پرورش کی۔ خدا ان سے بچائے"۔ ہندو سلطنت کی تباہی کے
موجب ہوئے +

میرشاہ سوات کنہر ایران کے ایک قلندر کا پوتا تھا کشمیر میں داخل ہوتے ہی
سہدیو نے اسکی خوب خاطر مدارات کی۔ اور ایک جاگیر بھی عطا کی۔ ان ہی دنوں
بدقسمتی سے ذوالقدر خان دلچو نے کشمیر پر چڑھائی کی۔ سہدیو کمزور اور
بزدل تھا۔ ملک میں خانہ جنگی کی آگ اور سازش کی کھچڑی پک رہی تھی۔ چنانچہ
وہ تخت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ دلچو نے موقعہ پاکر ملک کے تاج و تراج میں آسانی سے
حصہ لیا۔ اطراف و جوانب میں جنگ و جدل کا بازار گرم کیا۔ لوٹ کے مال سے
خوب ہاتھ رنگ کر پچاس ہزار برہمنوں کو اپنا غلام بنا کر چلتا بنا۔ لیکن
مظلوموں کی آہ و فریاد اور بیداد کے باعث قہر الٰہی کا ایسا نشانہ بنا۔
کہ علاقہ دیوسر کے نزدیک برف و باران کے طوفان میں گر کر اپنے اہالی و
موالی کے ہمراہ وہیں پیوند خاک ہوا۔ یہ زمانے کا انقلاب تھا وہی ترک و
تاتار جو کبھی کشمیر میں آریوں کی تلوار کا لوہا مانتے تھے جنکو فاتح اعظم
للعادت نے حلقہ بگوش کرنیکے بعد امتیازی طور پر آدھا سر منڈوانے پر
مجبور کیا تھا۔ اب اسی ملک کے لئے موجب غارتگری بنے +

سہدیو چونکہ تخت چھوڑ کر بھاگ نکلا تھا واپس آنے کی خواہش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بھی نہ تھی۔ اسی وجہ سے اُسکی فوج کے کمانڈر سینا پتی رامچندر نے عنانِ حکومت کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ شاہ میر اور رینچن اُسکی ملازمت میں داخل ہوئے۔ یہی اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گذرنا تھا۔ کیونکہ آخر الذکر سلطنت کی کمزوری اور اندرونی نفاق سے استفادہ لیکر (اپنے آقا رامچندر کو قتل کروا کر) خود بادشاہ بن بیٹھا اور اپنے آقا کی حسین لڑکی کوٹہ رانی کو جبراً اپنی حرم سرا میں داخل کیا۔ رینچن مذہب کا بدھ تھا۔ ملک میں ہندو اکثریت میں تھے۔ اُس نے خواہش ظاہر کی۔ کہ بدھ مت کو تیاگ کر اہل ہنود کے حلقہ میں شامل ہو جائے۔ تمام چیدہ چیدہ برہمنوں کو بلوایا گیا۔ اور اُن سے شدھی کرانے کے لئے درخواست کیگئی۔ لیکن نخوت۔ ہٹ دھرمی اور خود پسندی کے سیلاب میں بہتے ہوئے برہمنوں نے انکار کیا۔ رینچن ہندوؤں کا یہ وطیرہ دیکھکر سخت برافروختہ ہوا۔ اور دل میں یہ ٹھان لی۔ کہ اگلے دن طلوع آفتاب سے پہلے جس کسی شخص کو دیکھونگا۔ اُس کا طریقہ اختیار کرونگا۔ اِس افسوسناک اعلان کو سُنکر بھی ہندوؤں کی عقل ٹھکانے نہ آئی۔ وہ برابر اپنی ضد پر اڑے رہے۔ جس کا انجام ندامت اور پشیمانی کے سوا کچھ نہ تھا +

رینچن کے اعلان کو سُنکر ایک نووارد خدا دوست مسلمان فقیر بلبل شاہ دل ہی دل میں محفوظ ہوا۔ موقعہ غنیمت جانکر وقتِ مقررہ سے پہلے ہی محل کی طرف جو بلبل بنا دیا تھا۔ گیا اور فنا میں مشغول ہوا +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

یہ رینچن شاہ کی آنکھ کھلتے ہی ایک نماز میں مشغول پیر مرد فقیر پر نظر پڑی بوڑھے فقیر کو حاضر کیا گیا۔ اور بادشاہ اُس کے حلقہ تلمذ میں آکر دین اسلام اختیار کر بیٹھا۔ ملک میں ظاہراً تو یہ معمولی سی تبدیلی محسوس کیگئی۔ لیکن اس سے ایک ہولناک انقلاب کی بنیاد پڑی جس کا نتیجہ ہندوؤں اور اُن کی پھیلائی ہوئی کلچر کیلئے پیام اجل ثابت ہوا +

بلبل شاہ پہلا شخص تھا جس نے کشمیر میں اسلام کی اشاعت کا بیڑا اُٹھایا۔ رینچن نے اپنا نام ملک صدرالدین قرار دے کر ہندوؤں کے خلاف جلے دل کے پھپھولے خوب پھوڑے۔ جی کھول کر اُنہیں زیر و زبر شمشیر مسلمان بنایا۔ اپنے پیر و مرشد کی یادگار کے طور پر دلتسا کے کنارے بڑی بھاری خانقاہ تعمیر کروائی۔ اور ایک لنگر جاری کیا۔ یہ محلہ آجتک دریائے دلتسا کے دائیں کنارے عالیکدل کے نیچے بلبل لنکر کے نام سے مشہور ہے۔ رینچن شاہ دو سال اور چند مہینے کی جبر و استبداد کی حکومت کے بعد راہئی ملک عدم ہوا۔ اُس کا لڑکا حیدر خان جو کہ کوٹہ رانی کے بطن سے تھا چونکہ نابالغ تھا۔ اس لئے پھر تخت کا تنازعہ پیدا ہوا۔ کوٹہ رانی کے اسکندان دربار سے مشورہ کر کے اودیاں دیو کو جو کہ اپنے بھائی سہدیو کیطرح دلچو کی چڑھائی کر کے بھاگ نکلا تھا۔ واپس بلا کر تخت پر بٹھایا۔ اور خود اُس کی زوجیت میں آگئی۔ اودیان بھی اپنے بھائی کیطرح دیندار تھا۔ مگر رانی مدبر اور دور اندیش

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بدقسمتی سے انہی ایام میں ترکوں نے کشمیر پر چڑھائی کی۔ ناقابل اور کم ہمت راجہ اودیان دیو روپوش ہو کر بھاگ گیا۔ مگر کوٹہ رانی جس نے اپنے باپ کے وقت دلچسپ حملہ کا تماشا بچشم خود دیکھا تھا۔ مقابلہ پر ڈٹ گئی۔ اس نے تمام درباریوں وزیروں۔ امیروں اور رئیسوں کی ایک مجلس منعقد کی۔ ان کے دلوں میں جوش پیدا کر کے مقابلہ پر آمادہ کیا۔ فوجی اہلکاروں کے نام جو شاہی فرمان نافذ کئے پھر کیا تھا۔ سپاہیوں اور عام لوگوں کے مردہ جسموں میں نیا خون دوڑنے لگا۔ کشمیر کی پرانی شان و شوکت کی یاد تازہ ہوئی۔ سہدیو اور ذوالقدر خان کی لڑائی کا قصہ فراموش ہو گیا۔ سپہ سالاروں اور نائکوں نے موت کو بزدلی پر ترجیح دی۔ گھمسان کا رن پڑا۔ کشمیر کے جانبازوں نے ایسا جی توڑ کر مقابلہ کیا۔ کہ ترکوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ انہیں شکست فاش ہوئی۔ فوج کے سپہ سالار فتح کے شادیانے بجاتے ہوئے دھوم دھام سے راجدھانی میں داخل ہوئے۔ ہر طرف راگ و رنگ کی محفلیں گرم ہوئیں۔ دشمن کا خطرہ اور کوٹہ رانی کے پرجوش الفاظ سے لوگوں میں اتحاد اور سرگرمی کی لہر پیدا ہوئی تھی۔ راگ و رنگ کے ساتھ ہی ختم ہو گئی +

رینچن کی وفات کے بعد اگرچہ کوٹہ رانی کے ہاتھ میں زمام سلطنت تھی۔ مگر اودیان دیو کے مرنے پر اس نے اپنے آپ کو اعلانیہ خود مختار ظاہر کیا۔ اسکی یہ حرکت بہت سی ودباریوں کو ناگوار گزری۔ چنانچہ شاہ میر جو بہت زیرک

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اور معاملہ فہم تھا۔ موقعہ پاکر رانی کے خلاف اُن سے جا ملا۔ رانی تخت چھوڑ کر بھاگ نکلی۔ اور شاہ میر جیسے مسافر الوطن کے لئے ملک گیری کا راستہ صاف ہوگیا۔

شاہ میر نے تخت کو غصب کر کے اپنا لقب سلطان شمس الدین قرار دیا اور اپنی تخت نشینی کے اعزاز میں ہندی سمت کو موقوف کر کے اسلامی تاریخ کی بنیاد ڈالی۔

کوٹہ رانی دنیا کے جھمیلوں سے تنگ آچکی تھی۔ وہ اندر کوٹ میں پناہ گزیں ہو کر تارک الدنیا بننا چاہتی تھی۔ لیکن سلطان کے دل میں عشق کی آگ جل رہی تھی وہ اسکو اپنی زوجیت میں لانا چاہتا تھا۔ اسلئے ایک دن یہ خیال دل میں لیکر رانی پر چڑھائی کی۔ رانی چونکہ بے یار و مددگار تھی۔ اُس نے صلح کا ہاتھ بڑھایا۔ سلطان نے صلح کی پیشکش کو قبول کیا۔ اور رانی پر اپنی دلی خواہش ظاہر کی۔ رانی یہ سنکر آگ بگولا ہوگئی۔ دل میں حیران تھی۔ لیکن موقعہ کی نزاکت کو مدِ نظر رکھکر اور اس محسن کش اور ستم پیش شاہ میر کو دائمی سبق سکھلانے کی خاطر شادی کی درخواست کو فوراً منظور کیا۔ سلطان بہت خوش ہوا۔ آخر نکاح کا ایکدن مقرر ہوا۔ ملک میں خوشی کے شادیانے بجائے گئے۔ مقررہ دن پر رانی بیش بہا زیورات اور لباس فاخرہ زیب تن کئے اپنے کمرے میں سلطان کی منتظر بیٹھی۔ سلطان بھی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

جوشِ عشق سے مجنون ہو کر پھولے نہ سماتا تھا۔ بڑی شان و شوکت اور آب و تاب سے پوشاک زرین میں ملبوس ہو کر رانی کے کمرے میں داخل ہوا سلطان کو دیکھکر رانی ناز و انداز سے کھڑی ہوئی۔ اگرچہ اُسکی آنکھوں سے آگ کی چنگاریاں سی برس رہی تھیں۔ اور چہرے پر ملال نمایاں تھا۔ پھر بھی اُس کے شانوں پر بکھرے ہوئے کالے کالے بال اُس کے ظاہری حسن کو دوبالا کرتے تھے۔

سلطان محفوظ تھا۔ کہ وعدۂ وصل نزدیک ہے۔ لیکن رانی غضبناک تھی سلطان کو عشق نے اندھا کر دیا تھا۔ لیکن رانی اس کی ناشایاں حرکتوں سے تڑپ رہی تھی۔ اُس نے اپنی زبان کھولی۔ ایک دردناک چیخ سے کمرہ گونج اٹھا سلطان رانی کی اِس حرکت کو سمجھ نہ سکا۔ نزدیک جاکر دیکھا۔ تو اُس کی مسرت حیرت اور مایوسی میں تبدیل ہو گئی۔ رانی نے ایک چھُرا اپنے سینہ میں گھونپ دیا تھا۔ اور للکار کر سلطان کیطرف کہہ رہی تھی۔ "اے بدخصلت اور کم فہم آدمی بدحیف ہے تجھ پر۔ تو نے میرے عشق میں حق پرستی اور وفاداری کا خون کیا ہے۔ میں تیرے آقا کی بیوی ہونے کے باعث تیری ماں ہوں"۔ یہ الفاظ کہہ کر رانی زمین پر گر پڑی۔ شاہ میر نے رانی کو بچانے کی کوشش کی۔ مگر وہ آناً فاناً اِس عالمِ فانی سے عالم جاودانی کو سُدھار گئی۔ اور سلطان اپنا سا منہ لیکر واپس چلا گیا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اِس کاری ضرب نے اُس کی زندگی کا باقی ماندہ حصہ تلف کر دیا۔ اور اِس ناپائیدار جہاں سے ۱۳۴۷ء کو رحلت کر گیا۔

میر شاہ کے بعد اُس کا بیٹا جمشید تخت کا مالک بنا جس کو اپنے بھائی علی میر نے بھگا کر عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اُس نے بارہ سال تک حکومت کی۔ اُس کا فرزند اکبر شہاب الدین ۱۳۴۰ء میں سلطنت کا مالک بنا۔ اس سلطان نے شہاب الدین پورہ کے نام سے ایک بستی آباد کی۔ جامع مسجد کی بھی اس بادشاہ نے بنیاد ڈالی۔

شہاب الدین کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا قطب الدین تخت نشین ہوا اُس کے زمانے میں قحط نے کشمیر کو تباہ کر ڈالا۔ قطب الدین کی حکومت کے بعد اُس کا بیٹا سلطان سکندر تخت نشین ہوا۔ وہ آجتک سکندر بُت شکن کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ سکندر مندروں کو مسمار کر دیتا ہے۔ لیکن تباہ شدہ مندروں کی دیواروں اور سنگ بنیاد سے کتبے نکلتے ہیں جن پہ یہ تحریر کندہ ہوتی تھی۔ "یہ مندر فلانی وقت فلانی ساعت سکندر بُت شکن کے ہاتھوں سے تباہ ہوگا"۔ پھر سکندر مندروں کو تباہ کرنیوالا کون ہے؟ اِس سے صاف عیاں ہے۔ کہ ہر ایک نتیجہ دوسرے نتیجہ کا سبب ہوتا ہے۔ اور ہر ایک سبب کا نتیجہ ہے۔ لیکن پھر بھی حضرت انسان اپنی ہی زیرکی اور دانائی کو جتانے سے باز نہیں آتا۔ بقول حضرت نظیر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

عجب یہ شطرنج کا سا تماشا بچھا ہے دن اور رات اس جا
جو بات چاہے کرے کسی کو نہ آوے کچھ اس کو ہات اس جا
ہزاروں منصوبے باز دھے دل میں بنا بے جالوں کی گھات اس جا
نہیں ہے اک چار چوک قایم سبھوں کی بازی ہے مات اس جا
پڑے بھٹکتے ہیں لاکھوں دانا ہزاروں پنڈت کروڑوں سیانے

سلطان علی شاہ جو کہ سکندر کا جانشین مقرر ہوا۔ اپنے باپ سے دو قدم آگے نکلا۔ اس نے کشمیر کے دروں پہ تعزیری چوکیاں مقرر کیں تاکہ کوئی ہندو جان بچا کر نہ بھاگ سکے۔ اسکے عہد میں رہی سہی کسر بھی پوری ہوگئی۔

پنڈت شری بٹ ان تمام واقعات کو غور کی نظروں سے دیکھ رہا تھا گوبند بٹ کا خاندان صرف طبابت کی بیش بہا ہنر سے ہی ان مظالم سے بچ نکلا۔ ان کے خاندان کی مروت سے کشمیریوں کی کثیر تعداد ان کی گرویدہ تھی۔ گوبند بٹ کی طبابت نے ایک ایسا کرشمہ کر دکھایا جس کا اندازہ طبابت پیشہ لوگ ہی بخوبی لگا سکتے ہیں +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شباب اور حکمت

میانِ عاشق و معشوق ہیچ چیز حائل نیست
• تو خود حجابِ خودی حافظ از میان برخیز

اگرچہ کشمیر ملک بہہ بٹ جیسے سپوت پیدا کر کے تباہ ہو گیا لیکن بھارت ورش کی پنیہ بھومی جے چند کو جنم دے کر ویران ہو چکی تھی۔ اگر کشمیر سکندر کی آفت سے نالاں تھا۔ تو اسوقت شمالی ہندوستان تھمود کے حملوں سے پائمال ہو رہا تھا۔ ملک میں ایسے حالات ایک دیش بھگت کے لئے بجلی گرنے سے کم نہیں ہے۔ ایک ایک دردناک واقعہ شری بٹ کو تڑپا دیتا تھا۔ تیرتھ یاترا ملتوی تھی۔ پوجا پاٹ کا کہیں نام و نشان تک نہ تھا۔ مندر برباد ہو رہے تھے۔ قدرت کا کرشمہ دیکھ لیجئے۔ کہ پنڈت شری بٹ نے لڑکپن سے ہی تمام واقعات کا بخوبی جائزہ لیا۔ جس سے اس کے دل میں معاملہ فہمی کی قوت پیدا ہوئی۔ اور اس قوت نے وہ معجزے کر دکھائے جس کے لئے دنیا ہمیشہ انگشت بدنداں رہیگی۔

شری متی پاروتی اگرچہ پرلوک کو سدھار گئی تھی۔ لیکن گوبند بٹ بھی اس اندوہناک انقلاب کو دیکھ کر اشک نہ روک سکا۔ انہی ایام میں وہ بھی واصلِ حق

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہوئے۔ اور اُس کا آخری سنسکار بھی گھر میں ہی انجام پایا۔ چونکہ موسم سرما کا وقت تھا۔ باہر مشہور کر دیا گیا۔ کہ لکڑی سے کویلہ بنایا جا رہا ہے۔ تاکہ خفیہ نویسوں کو خبر نہ ملے۔ پرماتما کی مہربانی اور اپنے والد بزرگوار کی پدرانہ شفقت کے طفیل شری بٹ آیورویدک سائنس پر کافی مہارت حاصل کر گیا تھا دیش سے نکل بھاگنا اُس کے لئے مشکل تھا۔ لیکن بھاگتا کون؟ لاکھوں انسانوں کو غلامی سے آزاد کرانے والا کیسے دیش سے بھاگ نکلتا؟ ملک میں خوشگوار تبدیلی کا کوئی امکان موجود نہ تھا شری بٹ نے فیصلہ کیا۔ کہ بنی نوع انسان کی سیوا شروع کیجائے۔ چنانچہ وچارناگ میں آیورویدک کی ایک دوکان کھولی جسمیں ہر قسم کی جڑی بوٹیاں میسر کی گئیں۔ چونکہ کشمیر ان تمام بوٹیوں کا گھر ہے۔ اس لئے انہیں مہیا کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئی۔ اس کے علاوہ اس نے فن جراحی کا سامان بھی جمع کیا۔ دوکان اپنی بے لوث خدمات کیوجہ سے دھیرے دھیرے مشہور ہو گئی۔ آیورویدک کا اُن دنوں یہ واحد ادارہ تھا۔ اور یونانی حکمت نے ابھی کشمیر میں قدم بھی نہ رکھا تھا۔ اس لئے لوگ جوق در جوق دُور دُور سے آنے لگے۔ اور شری بٹ اُن کا مسیحا بنتا گیا۔ اب تک اسے ہی وہ بے باک تھا۔ اور یہ بات ذہن نشین کر دی تھی۔ کہ زندگی کا کیا بھروسہ؟ خلق خدا کی سیوا میں اگر جان جاتی ہے تو جانے دو۔ حسن دیدی پر ہزاروں ہندوؤں کی بھینٹ چڑھائی گئی ہے۔ اگر شری بٹ بھی اسی دیدی کی نذر ہو گیا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

تو کیا مضایقہ ہے۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ لوگوں کے دلوں کو اپنی بے لوث خدمت اور ایثار سے مسخر کرلے۔ اور ایسا کوئی راستہ نکالے۔ جس سے وادی میں ریشیوں کی تہذیب پھر سے جاگ اُٹھے۔ نیک انسانوں کے ارادے پکے ہوا کرتے ہیں۔ جو اپنی مدد آپ کرتا ہے۔ خدا بھی اُسکی امداد کیلئے آموجود ہوتا ہے۔ شری بٹ کی حکمت کا ڈنکا نہ صرف سارے شہر میں ہی بجنے لگا۔ بلکہ وادی کے کونے کونے میں شری بٹ کے نام کو عزت سے لیا جانے لگا۔ وچارناگ کی دوکان ایک مندر کی صورت اختیار کر گئی۔ یہاں ہزاروں مریض آکر شفا حاصل کر گئے۔ آجتک بھی یہ مقام "شری بٹ کی دوکان" کے نام سے موسوم ہے۔ جب لوگ یہاں سے گذرتے ہیں۔ تو اس لافانی قربانی۔ ایثار اور حب الوطنی کا نقشہ کھچ جاتا ہے۔ اور بے اختیار منہ سے "شری بٹ کی جے" کا نعرہ نکلتا ہے +

تاریخ اس بے مثال ایثار کے تذکرہ میں خاموش رہے۔ مصنف اس زندہ جاوید ہستی کو فراموش کردیں۔ لیکن جبتک سرزمین کشمیر موجود ہے۔ شری بٹ کا نام بھی موجود رہیگا +

مہاتما شری بٹ یوگ کے شغل اور آیورویدک فن علاج سے بخوبی واقف تھا۔ خلق خدا کی سیوا۔ آزادانہ زندگی اُس کی زندگی کا اعلیٰ مقصد تھا تعصب کے ہاتھوں اپنے ایمان اور تہذیب کو فنا ہوتے دیکھکر بھی وہ تعصبی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

آلائشوں سے پاک تھا۔ اگرچہ عمر کا چھوٹا تھا۔ مگر اس کے باوجود سخت قلب اور بلند خیالی قابل داد تھی۔ اس کا حسن و جمال بھوپالین سر کے لمبے لمبے بال گلاب سے رخسار۔ کنول جیسی آنکھیں اس کی اندرونی پاکیزگی کا پورا پتہ دیتی تھیں۔ طبابت کا پیشہ پنڈت شری بٹ کیلئے ایک بے انت شکتی کا مرکز تھا۔ عوام کے ساتھ روزانہ میل ملاپ نے اسکی سنجیدگی اور قوت ارادی کو ترقی دی۔ چونکہ وہ بلا لحاظ مذہب و ملت ہر ایک سے محبت سے پیش آتا تھا۔ اس لئے لوگ بھی اس کی عزت کرتے۔ اور اطاعت بجا لاتے تھے۔

ایک قوم کی خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے؟ کہ باوجود خطرہ جان کے ایک انسان ہر وقت اپنی خدمات ان کے لئے پیش رکھے۔ اور پھر بھی نہ دولت کی خواہش نہ اپنے کمال کا غرور ہو۔ چنانچہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے اس نے خاموش طرز عمل اختیار کیا ہوا تھا۔ اسے نہ اپنوں سے دوستی نہ اغیار سے نفرت تھی۔ بلکہ زمانہ کا رنگ ہی ایسا تھا۔ کہ ہر فرد بشر اپنی خیریت کی خیر منانے میں مشغول تھا۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ مجلسی زندگی میں طبیعت کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک طبیعت کا درجہ سوسائٹی میں اعلیٰ تصور کیا جاتا ہے۔ بشرطیکہ طبیب۔ دیدیا ڈاکٹر بے غرض اور بے لوث ہوں۔

ملک میں ایک زبردست انقلاب رونما ہونے کے باعث اگر شری بٹ کے پاس وہ تمام سامان جو کہ ایک قابل طبیب اور معالج کے پاس ہونے ضروری ہیں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

نہ تھا۔ پھر بھی کشمیر کی پوتر بھومی اور ہمالیہ کے سلسلہ دار پہاڑوں اور وادیوں کی برکت سے اُس کے پاس ہمیشہ قیمتی جڑی بوٹیوں کا ایک انبار پڑا رہتا تھا۔

شری بٹ نے بڑی حکمت عملی سے اپنی دوکان وچار ناگ کے قریب کھولی تھی۔ تلک لگانا اگرچہ اُن دنوں بھاری جرم تھا۔ لیکن شری بٹ لگا ہی لیتا تھا۔ چونکہ وہ لوگوں کا محبوب تھا۔ اِس لئے شری بٹ کو تلک لگانے سے باز رکھنے کے لئے بہت منت سماجت کرتے تھے۔ تاکہ خفیہ نویس شری بٹ کو مبتلائے آلام نہ کرادیں۔ کیونکہ اُسوقت خفیہ نویسوں کی غلط رپورٹوں اور اطلاعات سے کئی بے گناہوں پہ آسمان ستم ٹوٹ پڑا تھا ان کی کرتوتوں سے زندگیاں لرز اٹھتی تھیں۔ چنانچہ مشکوک آدمیوں کے سامنے سیدھی سی بات دُھرانے کی کسیکو ہمت نہ پڑتی تھی۔ لوگوں کی ہمدردی سے شری بٹ کا حساس دل بھی متاثر ہوتا تھا۔ وہ کبھی ہنسکر ٹال دیتا۔ کبھی فاتح سپاہی کی طرح سرلب ہوکر کہتا تھا۔

"تم گھبرا رہے ہو دوست"! لیکن قسمت کا لکھا اٹل رہتا ہے۔ کوشش ضروری ہے۔ میں کوششوں سے منکر نہیں۔ مگر آخرکار ایشور کی اچھا پوری ہوکر رہتی ہے۔ میرا تلک ضمیر اور آتما کا سوال ہے آتما ضمیر کو یہ رعایت نہیں دیتی کہ میں تلک کو مٹا دوں۔ آپ سمجھتے کا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

لگایا ہوا پودا کیونکر اکھاڑا جا سکتا ہے؟ میں اس پاپ کا بھاگی کبھی بن نہیں سکتا"۔ مداحوں کا گروہ مایوس ہو جاتا۔ اور شری بٹ کہتا۔

"میں موت سے ڈر جاؤں؟ اس فانی جسم سے پیار کروں؟ ایمان کو فروخت کر کے چین سے بیٹھ جاؤں؟ دھرم کو تیاگ کر اپنی جان کی خیر مناؤں؟ غلامی کی ہتھکڑیاں پہن کر خوش ہو جاؤں؟ بزدل بنکر بیٹھ موڑوں۔ بدامنی کی اس آگ میں اپنے سروسیہ کو خاکستر کر دوں؟ مجھے کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ میری آتما کو کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ شری بٹ کو کوئی موت کی تلوار سے مٹا نہیں سکتا۔ میں امر ہوں۔ میری آتما لافانی ہے میں گیتا کا پرستار ہوں۔ جس نے مجھے امر بننے کا سبق دیا میری رگوں میں پراچین رشیوں کا خون گردش کر رہا ہے۔ میرا سر انیائے کے سامنے جھک نہیں سکتا۔ میری آتما ایتاچار پر خاموش نہیں رہ سکتی۔ میری آنکھیں معصوم جانوں کے گلے کٹتے ہوئے دیکھکر خشک نہیں رہ سکتیں"۔ لوگ آنکھوں میں آنسو بھر کر دھڑکتے ہوئے ہردے سے کہتے۔ "بھگوان!"

مؤرخوں کی کم توجہی کے باعث اس قابل تعظیم ہستی کی زندگی کے بہت سے اہم واقعات قلمبند نہ ہوئے ہیں۔ جس کی تلافی اب ممکن نہیں خاصکر اس صورت میں جبکہ ہزار ہا سال کے لٹریچر کو جبراً کر کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہاتھوں کھو بیٹھا ہو۔ شری بٹ وطن کی محبت کی آگ میں جل رہا تھا۔ ادھر حکمران اپنی حکومت کے نشے میں اندھے ہو رہے تھے۔ شری بٹ کے اندھکار کو کسر نفسی مٹا چکی تھی۔ لیکن حکومت کے کارندے بندگان خدا کو قسم قسم کی بدعتوں سے تنگ کر رہے تھے۔ وہ سچائی کا پتلا تھا۔ اور حاکم ریاکار اور بدکردار تھا۔ شری بٹ کار خدا میں ہوشیار تھا لیکن ذمہ دار اشخاص غفلت شعار تھے۔

شری بٹ کے راستے پر کانٹے بکھرے پڑے تھے۔ آبادی کا کثیر حصہ خود اختیاری اور آزادی کو کھو چکا تھا۔ "زندہ رہو اور زندہ رہنے دو" کا اصول فراموش ہو چکا تھا۔ "جسکی لاٹھی اسکی بھینس" کے اصول کا راجیہ تھا۔ بیچارے پنڈتوں کی عزت اور عصمت کا خدا ہی محافظ تھا۔ کہاں قلمدان وزارت کو سنبھالنا فوجوں کی رہنمائی کرنا۔ معرکہ آرائی کے جوہر دکھانا۔ علم و ہنر کے دریا بہانا۔ اور کہاں اپنے گھر میں بے گھر۔ اپنے وطن میں بے وطن ہونے کی داستان سننا۔ قدم قدم پر اپنے سر کو ہتھیلی پر رکھنا یہ حالات تھے جن کا مشاہدہ کرنا شری بٹ کا روزانہ شغل تھا۔ وہ اہنسا کا پورا حامی تھا۔ سادھوؤں کیطرح لمبی سفید کفنی پہنتا۔ زندگی کا کثیر حصہ ایشور بھگتی یوگ ابھیاس اور خدمت خلق میں گذارتا۔ چنانچہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"عشق حق میں اُس نے پایا خوب تھا سوز و گداز
حُسن کے پردے میں وقفِ نورِ افشانی تھا وہ"

بے مثل ایثار

کچھ اِس منزل میں اپنا چھوڑ کر نام و نشان
یونہی اِس رہ میں مٹ جائینگے اپنے نقشِ پا کتنے

جب سے دنیا قایم ہے۔ لاتعداد انسان پیدا ہوئے۔ اِس بلغ ہستی کی ہوا کھا کر راہی ملکِ عدم ہوئے۔ بے شمار لوگ ایسے بھی تھے جنہیں زندگی بھر ایک لمحہ بھی چین نہ ملا۔ سینکڑوں اِس جہانِ فانی سے ٹھوکریں کھا کر دل کی تمناؤں اور ارمانوں کو اپنے پہلو میں دبا کر چلے گئے۔ ہزاروں یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ "ہمیں عمر بھر کبھی سچی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ اور ایک لمحہ بھی رنج و محن کے بغیر نہ گذرا۔ اسیطرح دنیا میں آمد و رفت کا یہ چکر گھومتا رہا۔ جو پیدا ہوا اُسے موت کے پنجے سے کبھی چھٹکارا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ موت ایک اٹل چیز ہے جس کے سامنے بڑے بڑے سرکش بھی تابعدار بن جاتے ہیں۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وسیع سلطنتوں کے مالک اور گنج قارون رکھنے والے بھی اس سے بچ
نہ سکے۔ اس لئے وہی انسان ہوشیار کہلایا جا سکتا ہے۔ جو نیک اور
صداقت پرست ہو۔ ورنہ کلنک کا ٹیکہ پیشانی پر لیکر سفر کرنا ریاکاری
اور خود پسندی کے گرداب میں پھنسنا یا افعال بد اور اعمال گذشتہ کا
خیال رکھتے ہوئے قالب عنصری کو چھوڑ جانیوالے انسان کو پرلوک میں بھی
پریشان حال رکھتا ہے۔ القصہ بت شکن کی وفات کے بعد اس کا فرزند
علی شاہ تخت کشمیر پر آبیٹھا۔ وہ بڑا عیار تھا جسکی وجہ سے وہ حکومت
چلا نہ سکا۔ چنانچہ اس نے زمام سلطنت اپنے بھائی شاہی خان کے پسر کی
اور خود دست بردار ہوا +

شاہی خان نے ۱۴۲۱ء میں سریر آرائی سلطنت ہو کر اپنا نام
زین العابدین رکھا۔ اور تخت پر جلوہ افروز ہوتے ہی اپنے سگے بھائی محمد
خان کو وزیر اعظم کا جلیل القدر منصب عطا کیا۔ لیکن تخت نشینی کے کچھ
عرصہ بعد سلطان زین العابدین سخت بیمار ہوا۔ اسکے دائیں بازو پر ایک
مہلک قسم کا پھوڑا نمودار ہوا۔ شدت بخار سے سلطان کی جان لب پر آئی
کھانا۔ پینا۔ سونا حرام ہو گیا۔ جسم کی بیحد کمزوری اور شب و روز کی بے چینی
سے سلطان زندگی سے مایوس ہو بیٹھا۔ محل سرا میں ہر طرف ناامیدی اور
پریشانی کا سماں بندھ گیا۔ بہت سے اطباء وقت دور و نزدیک سے بلائے گئے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہر ایک نے اپنی ادویات اور مرہم سے سلطان کے روگ کو زایل کرنیکی کوشش کی۔ لیکن سب ناکام رہ گئے ؎

"مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

خیر میں کسی نے سلطان کے کانوں میں شری بٹ کا نام پہونچایا۔ کشمیر کے دن پھرنے لگے تھے۔ قدرت کو منظور تھا۔ کہ زین العابدین کے ہاتھوں ہی جبر و استبداد کے بدنما دھبے دھوئے جائیں۔ اُس نے پنڈت شری بٹ کو بلا بھیجا سلطان کا ہرکارہ جب شری بٹ کے پاس آیا۔ تو اُس نے بادشاہ کی خیریت پوچھی ہرکارہ نے مایوسی میں سر ہلایا۔ "اُف! کوئی بھی طبیب کامیاب نہ ہوا"۔ شری بٹ نے اطمینان کی ایک سانس لیکر کہا۔ "بھگوان کی اچھیا!" ہرکارے نے بے چین ہو کر کہا +

"لیکن عالیجاہ آپکو یاد فرماتے ہیں۔ ایکبار کوشش کیجئے۔ شاید ـــ"

شری بٹ نے ہرکارہ کی باتوں کو سُنا۔ اپنے نوکر کو ادویات اور مرہم کی ایک صندوقچی لانے کے لئے کہا۔ اور محل کیطرف قدم بڑھایا۔ دربانوں کے شری بٹ کی آمد کی خبر سنائی۔ سلطان کے بھائی محمد خان نے باہر آکر ان کا سواگت کیا۔ شری بٹ کو اندر لے گئے۔ سلطان درد سے کراہ رہا تھا۔ حالت نازک تھی۔ حرم سرا میں ماتم بپا تھا۔ شری بٹ نے آداب بجالایا۔ نبض پر ہاتھ رکھکر غور سے سلطان کے چہرے کو دیکھا۔ پھر پوچھا۔ "اِس وقت کیسی طبیعت ہے؟"

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سلطان نے نحیف آواز میں جواب دیا۔ "درد میں کمی نہیں۔ کمزوری کے باعث بولا نہیں جاتا۔ لیکن جب سے میں بیمار ہوا میری طبیعت اسوقت جسقدر خوش ہے اتنی پہلے کبھی نہیں رہی۔" شری بٹ نے سنجیدگی سے کہا۔ "آپ بحرِ فکر میں غوطہ زن نہ ہوں۔ اگر خدا کا فضل شامل حال رہا۔ تو آپ ایک ہفتے کے اندر صحت یاب ہونگے"۔ شری بٹ کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی سلطان کے نڈھال جسم میں ایک خوشی کی لہر سی دوڑ گئی۔ چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور کہنے لگا۔ "خدا برکت دے تمہیں۔ تم یہاں مسیحا بن کر آئے ہو۔" شری بٹ نے شکریہ کے انداز میں سر جھکایا۔ صندوق کھولکر پھوڑے پر مرہم لگایا۔ منہ میں دوائی انڈیل دی۔ مالش کیلئے ایک کیمیادی تیل پیش کیا۔ اور آداب بجالاکر واپس لوٹے۔

تائید غیبی چونکہ شری بٹ کے شامل حال تھی۔ دو پہلے ہی سلطان کے درد میں افاقہ ہوا۔ بخار میں کمی واقعہ ہوئی۔ اور رات کو مزے کی نیند سو گیا۔ آہستہ آہستہ سلطان جو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو چکا تھا۔ صحتیاب ہونے لگا۔ پھوڑا پھٹ کر ابل پڑا۔ پیپ ایک ندی کیطرح بہہ نکلا۔ بھوک بڑھ گئی۔ بیداری دور ہوگئی۔ اور دل سے شری بٹ کی مہربانی کا ممنون ہوگیا۔

سلطان کے روبصحت ہونے پر سارے ملک میں خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ کوچہ و بازار میں شری بٹ کی قابلیت کا چرچا ہونے لگا۔ چار سو انکی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

پاکیزگی کی دھوم مچ گئی۔ حرم سرا سے اسکو قیمتی جواہرات کی مالا بطور نذرانہ پہونچی۔ اور سلطان نے بھی ایک عام دربار منعقد کر کے شری بٹ کو خلعت و دیگر مراعاتِ خسروانہ سے مالا مال کرنا چاہا۔ آخر میں ایک بھاری اجلاس بُلایا گیا جسمیں تمام امراء و رُوسا اور شرفا کو مدعو کیا گیا۔ شری بٹ کیلئے سلطان کے دائیں طرف نشست مخصوص کیگئی۔ کھلے اجلاس میں سلطان نے شری بٹ کو خلعت فاخرہ عنایت فرمایا۔ اور نہایت نرمی سے کہا۔ "آپنے بے شک مجھے از سرِ نو زندگی عطا کی ہے۔ مجھ پر آپکا بھاری احسان ہے۔ میں احسان فراموش ہونگا۔ اگر میں اس کا بدلہ پیش نہ کروں۔ یہ خزانہ۔ یہ تخت۔ یہ شان و شوکت۔ یہ شاہی وقار چُن لیجئے۔ آپکی خدمتیں پیش کیا جائیگا"۔ شری بٹ نے اُٹھکر گردن جھکائی "میں راجیہ نہیں چاہتا۔ اس خزانے کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ شاہی وقار یہ شان و شوکت آپکو مبارک ہوں"۔ سلطان حیرت سے منہ کھولے کھڑا رہا۔ "یہ ایثار۔ یہ قربانی۔ یہ خلوص۔ یہ خودداری"۔ شری بٹ کی آنکھوں میں آنسو چھلک رہے تھے۔ اُس نے کہا۔

"کیا یہ دیش میرے دولتمند بننے سے جی اٹھیگا؟ کیا میرے برسرِ اقتدار آنے سے کمزوروں کی دنیا چمک اٹھیگی؟ آج ملک میں انیائے کا راجیہ ہے۔ آج زندگی کی قیمت سستی ہوگئی ہے! غریبوں کا قافیہ تنگ ہے۔ آزادی سلب ہوگئی ہے۔ دھرم کے نام پہ انیا چار ہو رہے ہیں۔ مذہب کے نام پہ

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

غریبوں کا گلا گھونٹ کر شاہی خزانہ پُر کیا جاتا ہے۔ مذہب کے نام پر جزیہ کی لعنت ہے"

سلطان کھل کھلا کر ہنس پڑا۔ "جزیہ" لیجئے۔ میں جزیہ کا قانون منسوخ کرتا ہوں۔ مگر تجھے اس سے کیا؟ اپنے لئے کچھ مانگ لے۔ زر و جواہر سے مالا مال کر دونگا"

شری بٹ نے اسی طرح ادب سے کہا۔ "لیکن اے ناظم مملکت! تیری بخشش میری تمناؤں اور امیدوں سے بھی زیادہ ہے۔ آپکی مہربانی یتیموں اندھوں۔ اپاہجوں اور بیکسوں کیلئے ہونی چاہیئے۔ مجھے نہ تو زر کی خواہش ہے نہ اقتدار کی ہوس ہے۔ صرف بیفکری سے عمر بسر کرنے کی ہوس ہے۔ آپ تیرتھ یاترا کو واگذار کیجئے۔ ہندوؤں کو جینے کی اجازت دیجئے۔ مذہبی رواداری کا حکم صادر فرمائیے۔ مندروں میں جانا اور شنکھ بجانا ممنوع نہ ہو۔ تلک لگانا جرم نہ ہو۔ مال و دولت کی میرے سامنے کوئی حیثیت نہیں"

سلطان شری بٹ کی بے باکی اور ایثار سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ زبان سے "منظور" "منظور" کے نعرے بلند کئے۔ لیکن درباریوں پر بجلی سی گر پڑی۔ ہر ایک درباری اپنی اپنی نشست پر دم بخود ہو کر بیٹھ گیا۔ کسی کی کیا مجال جو زبان بھی ہلا سکے۔ سلطان نے دربار میں اعلان کیا۔ کہ مذہب کی بنا پر ریاست میں کہیں بھی کوئی ظلم نہ ہوگا۔ ہندو مقدمات کے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

فیصلے کے لئے "دھرم ڈنڈ" مقرر کیا۔ تیرتھ یاترا کھل گئی۔ مندر واگذار ہوئے۔ ہندوؤں کو شہروں گاؤں میں کھلم کھلا رہنے کی اجازت مل گئی۔

الغرض شری بٹ نے تمام قسم کی مراعات سلطان سے حاصل کیں۔ مندروں معابدوں اور تیرتھوں سے بندشیں اٹھائی گئیں۔ جاگیروں کی واگذاری کروائی۔ ہندو رسوم پہ جو پابندیاں تھیں۔ وہ اٹھوائی گئیں۔ پنڈتوں کیلئے ملازمت کا دروازہ کھل گیا۔ سنسکرت پڑھنے اور پڑھانے کیلئے پاٹھ شالائیں کھولنے کا حکم نافذ کیا گیا۔ ہر چند کہ سلطان نے شری بٹ کو اپنے لئے کچھ مانگنے کی ترغیب دی۔ لیکن شری بٹ نے اس کے عوض قوم کی خاطر مراعات پر مراعات حاصل کیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سلطان کے دل میں شری بٹ کیلئے کافی احترام پیدا ہوا۔ اور اسکو شاہی طبیب کے بھاری اعزاز سے سرفراز کیا گیا۔

سلطان نے سنسکرت کو فارسی اور فارسی کو سنسکرت میں ترجمہ کرنے کیلئے ایک خاص صیغہ مقرر کیا۔ پنڈتوں کے لڑکوں کو فارسی اور عربی کی تعلیم دینے کے لئے مکتب جاری کئے۔ پنڈت بڈی بٹ اور پنڈت ڈوری بٹ اس کے خاص مصاحبوں میں شمار ہونے لگے۔ پنڈتوں نے فارسی اور عربی میں کافی مہارت حاصل کی۔ اور وہ تھوڑے ہی عرصے میں نظم کہنے اور نثر لکھنے میں یکتا ہوئے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

"تاریخ کشمیر کا ایک فراموش شدہ ورق" کے عنوان سے پنڈت جیالعل کول کا ایک مختصر انگریزی نوٹ لکھتے ہیں۔ کہ "زین العابدین کے عہد حکومت میں کشمیری پنڈتوں نے فارسی کا مطالعہ شروع کیا۔ اور بہت قلیل عرصہ میں وہ اُس زبان کے اُستاد بن گئے۔ حتّٰے کہ ایرانی بھی اُن کی حد درجہ تعریف کرنے لگے۔ فارسی کے مقابلہ میں مباد اسنسکرت زبان فراموش ہی نہ ہو جائے۔ کشمیری پنڈتوں نے ایک نئی ایجاد کی چنانچہ انہوں نے پنڈتوں کا فرقہ کارکن اور بھاشیہ بٹ دو حصوں میں تقسیم کیا۔ اوّل الذکر فارسی کا مطالعہ کرنے لگے۔ اور مؤخر الذکر کو سنسکرت بھاشا مجلسی سدھارو وغیرہ سپرد کیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ کشمیر فارسی زبان کا معدن رہا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر ہندوؤں کی طرح انہوں نے جو شیلے مسلمانوں کیساتھ عدم تعاون کی پالیسی اختیار کی۔ پنڈتوں نے ان کے ساتھ کشمیر میں برملا میل ملاپ رکھا۔ اور اسلامی تہذیب میں جو کچھ انہیں اچھا لگا اپنی عادات میں اسکو جذب کرتے گئے۔ پنڈتوں نے فارسی سیکھکر عمدہ شعر کہے۔ علم موسیقی۔ طبابت اور عربی فارسی کے مطالعہ میں کمال حاصل کیا۔ لیکن ساتھ ساتھ اپنے اصولوں پر وہ اسطرح ڈٹے رہے جسطرح دلیر سپاہی توپ کے سامنے ڈٹا رہتا ہے۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سلطان اور شری بٹ

اس شوخ کے آنے سے حیران تھی سب محفل
سکتہ میں پڑی شمع دشواری میں پروانہ

ہمیں اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ تمام اسلامی سلاطین میں سے صرف زین العابدین کا عہد حکومت آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اس نے وہ عروج پایا۔ کہ آجکل کے راجگان بھی رشک کرتے ہونگے۔ لیکن اس بے مثال کامیابی اور کم از کم اسلامی تاریخ کی لاثانی کامیابی کا محمد کون بنا؟ کوئی بے لوث تاریخ دان اس نتیجے پر پہونچے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ یہ پنڈتان کشمیر کے تعاون کا ہی نتیجہ تھا۔ جو بہت حد تک اس کامیابی کے ذمہ دار ہیں۔ غرضیکہ ہم شری بٹ کو ہی مبارکباد کا مستحق سمجھتے ہیں۔ جس نے پنڈتان کشمیر کے لئے سیاسی اقتدار کا دروازہ کھولا۔ اور سلطان بڈشاہ کی کامیاب حکومت کیلئے راستہ صاف کیا۔ شری بٹ نے کشمیری پنڈتوں کیلئے ایک نیا باب کھولا ہے۔ اور اگر ہم اسے قومی عمارت کا معمار کہیں۔ تو اس عبقری ہستی کیلئے یہ خطاب کچھ زیادہ نہیں +

اس طرح پنڈت شری بٹ نے کشمیر کو وہ عروج دلوایا۔ کہ اس جلیل القدر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سلطان نے رعایا کی دلجوئی کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اور ہندوؤں سے رواداری سے پیش آیا۔ خواجہ محمد الدین صاحب فوق اپنی مکمل تاریخ کشمیر میں لکھتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کے میلوں اور تیرتھوں میں سلطان بذات خود موجود رہتا تھا تاکہ کوئی شخص اُن کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کرنے پائے۔ پنڈت لڑکوں کو فارسی تعلیم دلوا کر بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز کیا۔ بعض مناد جو منہدم کئے گئے تھے از سر نو تعمیر کروائے۔ مندر رشی شور واقعہ کوہ سلیمان (شنکر اچاریہ) کی مرمت کروائی۔ جسمیں چار نئے حجری ستون لگوائے۔ سلطان باغبانی میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ ہندی فارسی اور تبتی زبانیں بخوبی جانتا تھا۔ طب ہندی کو فارسی لباس پہنا کر کشمیر میں جاری کیا۔ اور شری بٹ ایک ہندو کو طبیب شاہی کے اعزاز سے سرفراز فرمایا۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابیں جو دست برد میں آگئی تھیں۔ ہندوستان سے منگوا کر ملک میں تقسیم کیں۔ ویدوں۔ شاستروں اور برہمت کتھا کا فارسی میں اور فارسی کتابوں کو سنسکرت میں ترجمہ کرا کے ہندو مسلمانوں کے دلوں سے ذاتی بغض و عناد کی جڑ کاٹ دی جس کا اثر آجتک دونوں فرقوں میں پایا جاتا ہے۔ انہی ایام میں سلطان کے ہاتھ پر پھوڑا نکلا۔ جس سے وہ سخت لاچار ہو گیا۔ اور آخر جب حکیم شری بٹ کے معالجہ سے اُسکو صحت ہوئی۔ تو اُس نے شری بٹ کو انعام دینا چاہا۔ لیکن اُس نے نقدی انعام لینے سے انکار کیا اور درخواست کی۔ کہ میری قوم کو زر جزیہ معاف کیا جائے۔ اُسکی یہ درخواست

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بہ پایۂ قبولیت پہونچی - اور لوگ جزیہ کی مصیبت سے آزاد ہو گئے سلطان نے
ایک کشمیری پنڈت کو وزیر تعلیمات مقرر کیا - مندروں کے اخراجات کیلئے
جاگیریں عطا کیں - سلطان کے حکم سے ہر مندر کے ساتھ پاٹھ شالا بھی
تعمیر کیا گیا - جس میں ہندو وِدیارتھی آزادی سے اپنا علم حاصل کرتے تھے -
دار الترجمہ کا افسر اعلےٰ بھی ایک کشمیری پنڈت تھا جس کے ماتحت بڑے بڑے
قابل مسلمان تھے - سلطان سکندر بُت شکن اور سلطان علی شاہ کے زمانے میں ہندوؤں
کو مسجدوں میں داخل ہونے بلکہ اُن سے چھو جانے تک کی بھی سخت ممانعت تھی
لیکن اس بادشاہ نے یہ سختی اٹھا دی - اور ہندوؤں کو بشرط طہارت مسجدوں میں
داخل ہونے اور اُن کے صحن میں پھرنے اور دیکھنے کی عام اجازت دیدی سلطان نے
ہندوؤں کیلئے ایک اور رعایت یہ کی - کہ اُن کے قومی اور مذہبی مقدمات انفصال
کے لئے ہندو جج مقرر کئے - گاؤکشی جو عہدِ اسلامیہ سے جاری ہو چکی تھی
اور سلطان سکندر اور علی شاہ کے زمانے میں زوروں پر تھی - اس ہر دلعزیز
رحمدل اور نیک حکمران نے اسکی ممانعت کے احکام جاری کئے - نہ صرف یہی
بلکہ ستی رسم کو بھی جو ہندوؤں میں قدیم الایام سے چلی آتی تھی - اور سابقہ
سلاطین کے وقتوں میں بند کر دی گئی تھی - اور ہر چند کہ سلطان اس رسم کے
اجرا پر راضی نہ تھا - اور رسم ستی کو ایک صریح جرم تصور کرتا تھا - ہندوؤں کے
پاس خاطر پھر جاری کر دیا - جس سے جملہ ہندو از بس احسانمند ہو گئے -

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شکار کی ممانعت تھی۔ کہ رعایا کا کثیر حصہ اسکو اپنے مذہب کے خلاف سمجھتا تھا۔ بعض ہندو تیوہاروں پر گوشت بھی نہ کھاتا تھا۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے دربار میں پنڈتوں کو بڑے بڑے عہدے دے رکھے تھے۔ بلکہ جگن ناتھ سے لیاقی وفایقی اور ویدانتی عالم وفاضل برہمن اور کور کھتری عامل وکامل جوگی معقول مشاہروں پر بلا رکھے تھے۔ جنکی قدر ومنزلت مسلمان درباریوں سے زیادہ کرتا تھا۔ اور انکی صحبت سے اکثر مستفید ہوتا تھا۔ . . . . . عوام اسکو بڈشاہ (شاہ اعظم) کے نام سے پکارتے تھے۔ اور دل سے اسکی عزت کرتے تھے ؎

خوبئ اخلاق کان دنیا و دین را زیور است
یا فقیری خوش بود یا بادشاہی خوشتر است

سلطان نے شری بٹ کے اعزاز میں اپنی راجدھانی سرینگر سے دو چار ناگ منتقل کی۔ اور نوشہرہ کے نام سے ایک بستی آباد کی۔ طبقات اکبری میں لکھا ہے "کہ شری بٹ بہت سی طبی کتابوں کا مصنف ہوا ہے۔ اور بادشاہ کے صحتیاب ہونے پر اسکو تقریباً ایک کروڑ روپیہ زر وجواہر عطا ہوئے تھے"۔ جنکو اس نے غریبوں میں تقسیم کر ڈالا تھا۔ پنڈت گواشہ لال اپنی مختصر تاریخ کشمیر میں لکھتے ہیں "کہ سلطان زین العابدین میں ایک ہندو روح داخل ہوئی تھی۔ جس سے اس کا میلان طبع ہندوؤں کیطرف ہوا تھا"۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ شری بٹ کے ایثار نے سلطان بڈشاہ پر جادو کا کام کیا تھا۔ اس صداقت کی تصدیق پنڈت

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ہرگوپال صاحب کول مرحوم بھی کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ کہ "کشمیری پنڈتوں کی ہستی کا راز شری بٹ کی ہستی میں مضمر ہے"۔ اِس لئے پنڈت گواشہ لال کی "روح ٹھیوری" جسکو وہ روایت پر مبنی رکھتے ہیں۔ صداقت سے کوسوں دُور ہے +

شری بٹ اور سلطان کے اتحاد کا نتیجہ کشمیریوں کیلئے نہایت ہی مبارک تھا۔ مہذب حکومت کیلئے جن بھی چیزوں کی ضرورت ہے۔ سلطان کی حکومت میں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ سلطان نے شاہی محلّات کو زینہ ڈب سے موسوم کیا۔ گواشہ لال لکھتے ہیں۔ "ان محلّات کا ایک ایک کمرہ اتنا کشادہ تھا جس میں پانچ پانچ سو انسان آسکتے تھے"۔ اُس نے زینہ کدل کے پُل کو تعمیر کیا زینہ کدل کی نہر کھُدوائی۔ اور پنڈتوں پر اتنی مہربانیاں کیں۔ کہ "وہ بٹہ شاہ" یعنی پنڈتوں کا بادشاہ کہلانے لگا۔ ملک میں امن و امان قایم ہوگیا اور لوگ شری بٹ کو قربانی کا دیوتا ماننے لگے۔ چنانچہ ہندو اور مسلمان آپس میں شیر و شکر ہوئے۔ مظلوموں کی داد رسی ہونے لگی۔ گھر گھر سچائی اور روا پتی کا پرچار ہونے لگا۔ اور کشمیر حقیقی معنوں میں جنت بےنظیر کا نمونہ پیش کرنے لگا۔

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وفات

اک سخا پیشہ شجاعت کیش صاحب خانہ تھا
خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

آخر شری بٹ ملک و قوم کو آزاد کر کے اسی سال کی پُر معنی زندگی کے بعد کارتک اماوسی (دیوالی) ۱۵۳۷ء کو اس عالم فانی سے سورگ لوک کو پدھارے۔ اَور امر ہو گئے۔ آپ کی وفات کی خبر ہر سو آگ کیطرح پھیل گئی۔ ہزاروں لوگ لو نشہر جا پہونچے۔ اَور بڑی شان و شوکت سے آپ کا داہ کرم سنسکار سرانجام لایا گیا +

اس طرح آپ ایک لاثانی نام پیدا کر کے شہرت کے آسمان پہ مہر منوّر کیطرح روشن ہو گئے۔ جب جب آنیوالی نسلیں اس مہاپرش کے جیون پہ نظر ڈالینگی۔ تو اُن کے دماغوں کو یہ الفاظ ہر وقت معطر کرتے رہینگے

"مادرِ کشمیر کے مایۂ ناز سپوت و یہ عظیم مہاتما شری بٹ (پیدائش ۱۴۸۵ء بکرمی ضلع وچار ناگ) نے چونکہ اپنی صفا قلبی اَور ایثار سے پنڈتانِ کشمیر کو دائمی زندگی بخشی تھی۔ اس لئے ؎

ایمان و دین رہینگے جب تک جہاں میں قایم
شری بٹ کا نام عالم میں درخشاں رہیگا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

خراجِ عقیدت

"سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھکو خلقِ خدا غایبانہ کیا"

بہت تھوڑے کشمیری پنڈت ایسے ہونگے۔ جنہیں پنڈت شری بٹ کی سوانح حیات سے واقفیت ہوگی۔ اگرچہ مارتنڈ کے کالموں میں پنڈت موصوف کا نام متعدد بار آچکا ہے۔ لیکن آجتک آپ کی مکمل سوانح حیات شایع نہ ہوسکی۔ یہ ایک انتہائی بدقسمتی ہے۔ کہ ہمارے طالب علم ملکی تواریخ سے بے بہرہ رکھے جاتے ہیں۔ ورنہ یہ ناممکن تھا۔ کہ پنڈت شری بٹ سی مشہور و معروف ہستی سے آج تک اُن کا تعارف نہ ہوا ہوتا۔ جناب تیرتھ کاشمیری نے اہالیان ملک پر یہ ایک احسان کیا ہے۔ کہ جو آپ نے مطلع کشمیر کے درخشان ستارے پنڈت شری بٹ کی سوانح حیات معرض تحریر میں لائی ہے۔ امید ہے۔ کہ ناظرین اسی شوق اور چاؤ سے مطالعہ کرینگے۔ جس شوق اور چاؤ سے یہ لکھی گئی ہے۔

(روزنامہ مارتنڈ سرینگر ۲۴ چیت سنہ ۹۰ بکرمی)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

دیوتا

قوم کا سودا وفا کا شوق خدمت کی اُمنگ
بس انہی دو تین کے صدقے میں دل آباد تھا (چکبیت)

اگر خلوص اور ایثار کی کچھ قیمت ہے۔ اگر صدق دلی اور حق پرستی کی کوئی قدر ہے۔ تو پنڈت شری بٹ پندرھویں صدی کے ایک محب وطن دیوتا گذرے ہیں۔ جن کے سینے میں ایثار کا بحر بے پایان موجزن تھا۔ جن کے قلب میں خلوص کا دریا ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔

جب کشمیر میں چاروں اور بدامنی کی بھیانک آگ بھڑک رہی تھی۔ جب خلق خدا کا ایک کثیر حصہ مظالم کی چکی میں پیسا جا رہا تھا۔ جب انسانی خون پانی کیطرح بہایا جاتا تھا۔ جب مذہب کے نام پر ہزاروں معصوم جانوں کو موت کے گھاٹ اُتارا جاتا تھا۔ جب عصمت تلوار کی نمائش سے خریدی جاتی تھی۔ اسی پُرآشوب زمانے میں شری بٹ کا جنم ہُوا۔ اُس نے تلوار نہیں چلائی۔ بغاوت کے جھنڈے بلند نہیں کئے۔ تقریریں نہیں کیں۔ اخبارات شایع نہیں کئے۔ صرف ایک ہتھیار ——— ایک مؤثر اوزار ہاتھ میں لیکر میدان میں کود پڑا۔ جس نے پتھر دلوں کو پگھلا کر رکھ دیا۔ آہنی ہاتھوں کو کاٹ ڈالا۔ مغرور سروں میں انکساری کا جنون بھر دیا۔ نظام ملکیت کی بنیاد ہی

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

اُجڑی ہوئی وادی میں اخوت و مساوات کے دریا بہا دیئے۔ لیکن یہ ہتھیار تلوار کے روپ میں نہ تھا۔ توپ کی شکل میں نہ تھا۔ صرف ایثار اور حق پرستی کا ہتھیار تھا +

اس مختصر سی کتاب میں حضرت تیرتھ کاشمیری نے اسی مجسم ایثار حق پرست دیوتا کی زندگی پر تبصرہ فرمایا ہے۔ اور اس حقیقت کو بدرجہ اتم بے نقاب کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ کہ پندرھویں صدی کے اس مہاپرش نے کشمیری باشندگان پر احسان عظیم کیا ہے۔ جس کے بوجھ سے اُنکی گردن ہمیشہ خم رہیگی +

شاید تواریخ اس دیوتا کے ایثار کی مثال پیش نہ کر سکیگی جس عدیم النظیر ایثار کا مظاہرہ پندرھویں صدی کے اس کشمیری نے کیا ہے +

سلطان نے کہا۔ "آپ نے بے شک مجھے از سر نو زندگی عطا کی ہے۔ مجھ پر آپکا بھاری احسان ہے۔ میں احسان فراموش ہونگا۔ اگر میں اس کا بدلہ پیش نہ کروں۔ یہ خزانہ ۔ یہ تخت ۔ یہ شان و شوکت ۔ شاہی وقار۔ کوئی چیز ان میں سے چن لیجئے۔ آپکی خدمت میں پیش کیا جائیگا +

اور پنڈت شری بٹ نے کیا مانگا؟ اس نے گردن جھکا کر کہا۔

"عالیجاہا! میں راجہ نہیں چاہتا۔ اس خزانے کی مجھے حاجت نہیں۔ یہ شاہی وقار ۔ شان و شوکت آپکو مبارک ہو۔

CC-0. Mumukshu Bhawan Varanasi Collection. Digitized by eGangotri

سلطان حیرت سے منہ کھولے کھڑا رہا۔ یہ ایثار ۔۔۔ یہ خلوص ۔۔۔ یہ قربانی ۔۔۔ یہ خودداری۔ شری بٹ کی آنکھوں سے آنسو چھلک رہے تھے۔ اُس نے کہا۔

"کیا یہ نیم جان دیش میرے دولتمند بننے سے جی اُٹھیگا؟ کیا میرے برسرِ اقتدار آنے سے کمزوروں کی دنیا چمک اُٹھیگی؟ آج ملک میں انیائے کا راجیہ ہے۔ انسانی زندگی کی قیمت ارزاں ہو گئی ہے۔ غریبوں کا قافیہ تنگ ہے۔ آزادی سلب ہو چکی ہے۔ دھرم کے نام پر انیائے جاری ہو رہے ہیں۔ مذہب کے نام پر غریبوں کا گلا گھونٹ کر شاہی خزانہ پُر کیا جاتا ہے۔ مذہب کے نام پر جزیہ کی لعنت ۔۔۔ اور پھر سچ مچ شری بٹ کا مطالبہ منظور کیا گیا۔ سارے نظامِ سلطنت کی از سرِ نو تعمیر عمل میں لائی گئی۔ اور دوسرے دن صبح سویرے سورج نے طلوع ہو کر وادی کے کونے کونے میں امن و امان کی کرنیں بکھیر دیں۔ زور سے دھڑکتے ہوئے دل سنبھل گئے۔ جبر و استبداد کی آگ دم زدن میں بجھ گئی۔ عدل و انصاف نے اپنے بازو پھیلائے۔ مظلوم رعایا آنکھیں ملتی ہوئی اُٹھی۔ دیکھا۔ چاروں اور شانتی پھیلی تھی۔ انسانی زندگی کے دشمن انسانیت کے بہترین دوست بن گئے تھے۔ تنگ نظری کے دشمن ایمانداری کا لباس زیب تن کر گئے تھے۔ زہر کا اثر زایل ہو گیا تھا

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

بارش ہونے لگی تھی +

لیکن اگر شری بٹ کا مطالبہ کچھ اور ہوتا۔ شری بٹ کو دولتمند بننے کی ہوس ہوتی۔ شری بٹ وزیرِ اعظم کے اعلےٰ عہدے پر سرافراز ہونا چاہتا۔ شری بٹ جاگیرداری کی سند کا متلاشی ہوتا۔ تو آج کشمیر کی کیا دشا ہوتی؟ اُف! اس کا تصوّر کرتے ہی زندگی کانپ اٹھتی ہے۔ آتما لرزہ براندام ہو جاتی ہے۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا جاتا ہے۔ پیروں تلے زمین ہلنے لگتی ہے۔ وطن کے مایۂ ناز سپوت باشندگان وطن کی مشترکہ جائیداد ہوا کرتے ہیں۔ چہ جائیکہ وہ کسی بھی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں۔ اگر کشمیری پنڈت شری بٹ کے بے مثل ایثار پر فخر کر سکتے ہیں۔ تو کوئی وجہ نمایاں نہیں۔ جو کشمیری مسلمان شری بٹ کی لاجواب ہستی پر فخر نہ کر سکیں۔ مادرِ وطن کے سامنے وہ پنڈت شری بٹ نہ تھا۔ بلکہ ایک بیش بہا فرزند ——— ایک مجاہد ——— ایک رہنما۔ محترمی تیرتھ کاشمیری کی اس کتاب میں یہ خفیف سی خامی ضرور موجود ہے۔ کہ شری بٹ کے وجود کو وطن کیلئے اسقدر مفید ثابت کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے۔ جسقدر زور یہ امر پایۂ ثبوت تک پہونچانے کے لئے صرف کر لیا گیا ہے ——— کہ شری بٹ نے کشمیری پنڈتوں کی بھلائی کے لئے کارہائے نمایاں

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

سرانجام دئے ۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے ۔ کہ شری بٹ نے جو کچھ کیا اُس میں مطلق اس جذبے کی شمولیت نہ تھی ۔ بلکہ اسمیں وطن پرستی کا پوتر جذبہ کام کر رہا تھا ۔ چنانچہ قابل مصنف نے ایک جگہ پر اس امر کا عیر مبہم الفاظ میں اعلان کیا ہے +

"یہ اُس مہاتما کے تیاگ اور ستیہ کا ہی پھل تھا ۔ کہ اُس کے قالب عنصری چھوڑنے کے بعد بھی کشمیری بحیثیت ایک قوم کے پانچسو برس تک صلح و آشتی سے رہے" +

ظالم حکمران ظلم کرتے ہوئے امتیاز روا نہیں رکھتا ۔ اِس پُر آشوب زمانہ میں جب شاہی فوجیں بستیوں میں سے گزرتی تھیں ۔ تو بعض اوقات یہ نفسانیت کے بھیڑئے بلا امتیاز مذہب و ملت حسین لڑکیوں کی عصمتوں پر ڈاکے ڈالا کرتے تھے ۔ اپنے عشرتکدوں کو ملک کی سینکڑوں حسین لڑکیوں سے آراستہ کرتے تھے ۔ اگر اسوقت ہندو فرقے پر ناقابلِ بیان مظالم توڑے جاتے تھے ۔ تو ان حق پرست اور خدا ترس مسلمانوں کی بھی ملک میں کمی نہ تھی ۔ جن کے دل یہ مظالم دیکھ دیکھکر خون ہو جاتے تھے ۔ یہ امر بالکل صاف ہے ۔ کہ مدامنی کے ایام میں ملک کا کوئی بھی انسان سکھ سے زندگی گذار نہیں سکتا ۔ چہ جائیکہ اُسے خاطر خواہ مراعات حاصل ہوں +

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

گویا شری بٹ نے اپنے قابل تقلید ایثار سے نہ صرف کشمیر کو
تباہ ہونے سے بچایا۔ بلکہ وطن کے مختلف فرقوں کو مظالم کے
پنجے سے چھڑا کر نئی زندگی بخش دی۔

دیہاتی ایڈیٹر "دیش" سرینگر

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

مجسّمہ ایثار

شری بٹ کی پیدائش مادرِ کشمیر کے بطن سے ہوئی۔ لیکن اُس کی شہرت نے زین العابدین جیسے روادار بادشاہ کے دربار میں ہی اپنے پاؤں پھیلائے۔ زین العابدین نے اِس ایثار صفت فرشتے کی قدر کی۔ اُسی کی فیاضی نے شری بٹ کے آئینۂ ایثار کو جلادی۔ زین العابدین نہ ہوتا۔ تو شری بٹ ایک جواہر ہو کر بھی گمنامی کے پتھر میں کھویا ہُوا ہوتا۔ لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ شری بٹ اس تعریف کا مستحق نہیں۔ جو تعریف مصنف "دیوتا" نے اُسکی کی ہے۔ شری بٹ اس تعریف کا بجا طور پر مستحق ہے۔ وہ وطن کا مجاہد ہے۔ مادر کشمیر کا ایک مایۂ ناز سپوت ہے۔ قوم کا بیش بہا لال ہے۔ وہ دیوتا ہے۔ صحیح معنوں میں۔ اُسکے ایثار پر فرشتے بھی رشک کرینگے۔ اُسکی بیباکی پر جوانمرد بھی عش عش کر اٹھینگے۔ اُس نے اُس عزت پر لات ماری۔ جو جاہ آسا تھی۔ اُس توقیر کو اُس نے پائے حقارت سے ٹھکرایا۔ جو اُسے دنیاوی عیش و عشرت بخشتی۔ اُس نے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

وہ شئے طلب کی - جو خود اُسے کوئی فائدہ نہ پہونچا سکی - بلکہ وطن اور قوم کی بہتری کے لئے کام میں آئی - میں اِس متبرک روح کی تعظیم کرتا ہوں - اِس متبرک شخصیت کے لئے خدا سے دعا کرتا ہوں - کہ یہ ایک بار پھر ہمارے وطن میں آئے - ایک بار پھر وطن کے چاروں اطراف میں اپنے ایثار کا علم بلند کرے -

میں امید کرتا ہوں - کہ اِس قومی "ہیرو" کی یہ مکمّل سوانح حیات کشمیریوں کے لئے مشعلِ ہدایت کا کام دے گی اور کشمیریوں میں ایثار کے متبرک جذبے کی دل کھولکر تبلیغ کرے گی آمین!

(اُلفت سوپوری)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

شردھانجلی

دیش کے مہان تیاگی دیوتا!
سو بیکار کر میری اس حقیر بھینٹ کو۔
جب تک کشمیر موجود ہے۔
تیرا نام امر رہیگا +
تو نے اس دیش کو تب جیون دان دیا تھا۔
جب اسکی رگوں سے لہو کا ایک ایک قطرہ چوسا گیا تھا۔
جب اس میں ایک بھیانک آگ بھڑک اٹھی تھی۔
جب اسکی شان خاک میں ملکر مٹ چکی تھی +
تو مسیحا بنکر آیا بڈشاہ کا۔
اور دیش کی مردہ لاش میں زندگی کی روح پھونک دی۔
بڈشاہ نے تیرے سامنے خزانے پیش کئے۔
تیرے چرنوں پر عہدے رکھدئے۔
لیکن تو نے ٹھکرا دیا۔ اس دھن کو ـــــ ان عہدوں کو۔
تیاگی کے پیروں سے نثار سکا کے عہدے

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

ی مہانتا تھا ——— دیوتاؤں کی مہانتا۔
ہنسار تجھے بھول جائے ———
اِس دیش کے ہرے ہرے پربتوں پہ
ہی تیری یادگندہ ہے۔
ہمش کی سرسبز وادیوں میں اب بھی تیرے اپنار کے
ب گونجتے ہیں۔
دیش کا اتہاس اب بھی پکار پکار کہ رہا ہے ؎

"آشیان اب ہے نہ گلشن دلمیں ہے لیکن خیال
خواب اکثر دیکھتا ہو نمیں کہ گلزاروں میں ہوں"۔

(وبرو شیشور۔ بی۔ اے)

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri

CC-0. Kashmir Research Institute, Srinagar. Digitized by eGangotri